لِّيُخۡرِجَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِؕ

القران الحکیم ۱۲:۶۵

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

النور

صلح ۱۳۹۱ ہش
جنوری ۲۰۱۲ء

قرآن کریم ایڈیشن

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ
بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ
وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا

القرآن الحکیم ۴:۱۷۵

Muslims who believe in the Messiah,
Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as]

WAQFE NAU BOYS' ANNUAL TRIP TO JAMIA AHMADIYYA, CANADA

APRIL 6 – 8, 2012 (FRI – SUN)

Experience a full day at the Jamia along with sports competitions and sightseeing

APPLY FOR ADMISSION TO JAMIA AHMADIYYA, CANADA

Jamia Ahmadiyya Canada is seeking US applicants for admission into the 7-year Shahid degree program beginning in fall, 2012. The applicants for admission must fulfill the following prerequisites:

- The applicant must be between 17 and 20 years of age.
- The applicant must have finished high school.
- The applicant must apply for Waqfe Zindagi (life dedication) also.
- The applicant must be able to recite the Holy Quran correctly.

For detailed information, please contact info@jamiaahmadiyya.ca or call (706)-860-1629.

Hafiz Samiullah Chaudhary
National Secretary Waqfe Nau, USA

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۃ (2:258)

النور

جنوری 2012

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○

(البقرۃ: 154)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
(اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

{700 احکامِ خُداوندی صفحہ 64}

لکھنے کا پتہ: karimzirvi@yahoo.com
OR
Editor Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

فہرس

قرآن کریم

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَایَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآیِٔ نَفْسِیْ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَایُوْحٰی اِلَیَّ ج اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ O

(یونس:16)

اور جب اُنہیں ہماری روشن آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جولوگ ہمارے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے۔ وہ کہہ دیتے ہیں کہ (اے محمد) تو اسکے سوا کوئی اور قرآن لے آیا اسمیں (ہی کچھ) تغیر وتبدل کردے تو (اُنہیں) کہہ (کہ یہ) میرا کام نہیں کہ میں اس میں اپنی طرف سے (کوئی) تغیر (وتبدّل) کردوں۔ میں (تو) جو (کچھ) مجھ پر وحی (سے حکم نازل) کیا جاتا ہے (فقط) اُسکی پیروی کرتا ہوں۔ اور اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو (اس صورت میں) میں ایک بڑے (ہولناک) دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ :

"اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو ائمۃ الکفر کی اس تدبیر کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے کہ تو ان سے کہدے کہ میں اپنی طرف سے اس تعلیم کو کیسے بدل سکتا ہوں۔تم جانتے ہو کہ میرا یہ دعویٰ نہیں۔ کہ میں اپنی عقل سے اس تعلیم کو پیش کرتا ہوں۔ اگر میری عقل کا سوال ہوتا تو بیشک کہا جا سکتا کہ ایک فرد کی عقل کو قوم کی عقل کے تابع کر دیا جائے مگر یہ تو اللہ تعالیٰ کا تجویز کردہ نسخہ ہے۔ اس میں تبدیلی نسخہ کی غلطی کی وجہ سے تو ہو نہیں سکتی ہاں صرف اس طرح ہو سکتی ہے کہ تم لوگ اپنی حالتوں کو بدل لو۔ اس فقرہ میں اس بات کی طرف ایک لطیف اشارہ فرمایا ہے کہ الٰہی تعلیم انسانی حالت کے مطابق ہوتی ہے۔ اور وہی اصلاح اور علاج کا بہترین ذریعہ ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اگر میں اسے اپنے پاس سے بدل دوں تو اس بات کا بہت بڑا نقصان ہوگا کیونکہ صرف یہی تعلیم تمہاری اصلاح کر سکتی ہے۔ پس اس میں تبدیلی کرنا یقیناً اصلاح نہیں ہوگا۔ بلکہ تکلیف دہ ہوگا دوسرے اس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ اس میں جو تمہاری تباہی، بربادی اور عذاب کی خبریں دی جاتی ہیں۔ اور تم انہیں ناپسند کرتے ہو اور انہیں بدلنے کیلئے کہتے ہو۔ جب تم میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی تو یہ تمام خبریں خود بخود بدل جائیں گی۔ اور اس وقت تم کو ترقی، کامیابی اور غلبہ کی بشارات کا وارث بنا دیا جائے گا۔ گویا یہ خبریں تب ہی بدلیں گی۔ جب تمہاری حالت بدلے گی میرا کام نہیں کہ ان کو خود بدلوں۔"

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 44-45)

۔۔۔۔ احادیثِ مبارکہ ۔۔۔۔

عَنْ بَشِیْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ)۔

حضرت بشیرؓ بن عبدالمنذر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے اور سنوار کرنہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

☆......☆......☆......☆

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ عَلَیْہِ شَیْءٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ کَانَ یَکْتُبُ فَیَقُوْلُ ضَعُوْا ھٰٓؤُلَآءِ الْاٰیَاتِ فِیْ سُوْرَۃِ الَّتِیْ یَذْکُرُ فِیْھَا کَذَا وَکَذَا فَاِذَا نَزَلَتْ عَلَیْہِ الْاٰیَۃُ فَیَقُوْلُ ضَعُوْا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ فِی السُّوْرَۃِ الَّتِیْ یَذْکُرُ فِیْھَا کَذَا وَکَذَا

(ترمذی و ابو داؤد و مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ ابواب الفضائل القرآن)

حضرت ابن عباس جو آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی تھے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان خلیفہ ثالث (جو آنحضرتؐ کے زمانہ میں کاتب وحی رہ چکے تھے) فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ پر جب کوئی آیات اکٹھی نازل ہوتی تھیں تو آپؐ اپنے کاتبانِ وحی میں سے کسی کو بلا کر ارشاد فرماتے تھے کہ ان آیات کو فلاں سورۃ میں فلاں جگہ لکھو اور اگر ایک ہی آیت اُترتی تھی تو پھر بھی اسی طرح کسی کاتبِ وحی کو بُلا کر اور جگہ بتا کر اسے تحریر کروا دیتے تھے۔

☆......☆......☆......☆

اَحْیَانًا یَأْتِیْنِیْ مِثْلَ صَلْصَلَۃِ الْجَرْسِ وَھُوَ اَشَدُّہٗ عَلَیَّ فَیَفْصِمُ عَنِّیْ وَقَدْ وَعِیْتُ عَنْہُ مَاقَالَ وَاَحْیَانًا یَتَمَثَّلُ لِیَ الْمَلِکُ رَجُلًا فَیُکَلِّمُنِیْ فَاَعِیَ مَایَقُوْلُ۔

(بخاری کتاب بدء الوحی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کبھی تو میرے پاس وحی آتی ہے گھنٹی کی چھنکار کی طرح (تا کہ ٹیلیفون کی طرح پہلے الارم بجا کر ہوشیار اور متوجہ کیا جائے) اور یہ طرز وحی کی (بوجہ خدائی کلام کی براہِ راست حامل ہونے کے) مجھ پر سخت ترین ہوتی ہے۔ پھر بعد اس کے کہ مَیں اس کا کلام خوب محفوظ کر چکا ہوتا ہوں یہ آواز مجھ سے جُدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی کوئی فرشتہ میرے پاس انسان کی صورت اختیار کر کے آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے۔ سو مَیں اس کی بات کو بھی محفوظ کر لیتا ہوں۔

☆......☆......☆......☆

ارشاداتِ عالیہ بانئ جماعت احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

''اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہاں میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعے سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے''

(براھین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد1صفحہ557)

''قرآن شریف کی خوبیاں اور اس کے کمالات اس کا حسن اپنے اندر ایک ایسی کشش اور جذب رکھتا ہے کہ بے اختیار ہو ہو کر دل اس کی طرف چلے آئیں۔ مثلاً اگر ایک خوشنما باغ کی تعریف کی جاوے اور اس کے خوشبودار درختوں اور دل کو تروتازہ کرنے والی بوٹیوں اور روشوں اور مصفا پانی کی بہتی ہوئی ندیوں اور نہروں کا تذکرہ کیا جاوے تو ہر ایک شخص کا دل چاہے گا کہ اس کی سیر کرے اور اس سے حظ اٹھاوے اور اگر یہ بھی بتایا جاوے کہ اس میں بعض چشمے ایسے جاری ہیں جو امراض مزمنہ اور مہلکہ کو شفا دیتے ہیں تو اور بھی زیادہ جوش اور طلب کے ساتھ لوگ وہاں جائیں گے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوب صورت اور مؤثر الفاظ میں بیان کیا جاوے تو روح پورے جوش کے ساتھ اس کی طرف دوڑتی ہے۔''

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 282)

''فرقان مجید باوجود ان تمام کمالات بلاغت و فصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اس کا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبول الٰہی اور قابل خطاب حضرت عزت بنا دیتا ہے اور اس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوض غیبی اور تائیدات لاریبی اس کے شامل حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں اور حضرت احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلآرام کلام اس پر نازل ہوتا ہے جس سے اس پر دمبدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقان مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی سچی پیروی سے ان مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو محبوبان الٰہی کیلئے خاص ہیں۔۔۔ یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں اور جب سے کہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت ﷺ دنیا میں آیا اسی دم سے آج تک ہزار ہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے۔ متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبول سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں۔''

(براھین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1صفحہ 528)

''یہ فخر قرآن مجید کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دُعا کرتے رہو۔ اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102)

فضائلِ قرآن مجید

منظوم کلام امام الزمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہو اُسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خُوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لُولُوئے عُمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُس کے ہمتائی، کہاں مقدورِ انساں ہے

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بُوئے ایماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو، یہ کیسا کذب و بہتاں ہے؟

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذاتِ واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے؟

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جَہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اُس پہ قرباں ہے

قرآن کریم

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ :

میں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ اور بہت ہی پڑھی ہیں۔ مگر ایسی کتاب دنیا کی دلربا، راحت بخش، لذت دینے والی، جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو نہیں دیکھی۔ جس کو بار بار پڑھتے ہوئے۔ مطالعہ کرتے ہوئے اور اس پر فکر کرنے سے جی نہ اکتائے، طبیعت نہ بھر جائے اور یا بدخو دل اکتا جائے اور اسے چھوڑ نہ دینا پڑا ہو۔...... میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو۔ اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان، یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد1 ص34)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ :

''میں نے کسی کالج میں تعلیم نہیں پائی اور سکول کی تعلیم کی حالت کا ابھی میں نے ذکر کر دیا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ مجھے قرآن آتا ہے۔ اور کوئی فلاسفر، کوئی سائیکالوجسٹ، کوئی سائنسدان غرضیکہ کسی علم کا ماہر آئے اور اپنے علم کی رو سے اسلام پر اعتراض کرے اگر اس کے علم سے میں اس کا رد نہ کروں! تو جھوٹا۔ میں ہندوستان میں بھی سب جگہ گیا ہوں اور یورپ بھی گیا ہوں اور ہر قسم کے علوم جاننے والوں سے گفتگوئیں ہوئی ہیں۔ جن میں بڑے بڑے فلسفہ دان، سائنسدان، سپر چولزم کے ماہر تھے۔ مگر سب کو قرآن کے ذریعہ خاموش کر دیا۔ کیونکہ قرآن سب علوم کا جامع ہے۔ یہ ایک مخفی خزانہ ہے۔۔۔۔ وہ بھی کیا علوم ہیں جن کے پڑھنے کے بعد اور کتابیں پڑھنے کی ضرورت باقی رہے۔ مگر قرآن وہ کتاب ہے جسے پڑھنے کے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔''

(انوار العلوم جلد13 ص 373)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ :

''ہمارے بعض نوجوان انقلابی تحریکوں کا تھوڑا بہت اثر قبول کر لیتے ہیں ان کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ اثر قبول کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ تو دنیا کے قائد اور معلم بنائے گئے ہیں۔ وہ شاگرد اور بھک منگے نہیں بنائے گئے۔ انہیں کچھ حاصل کرنے کے لئے کسی کے سامنے اپنا کشکول رکھنے کی ضرورت نہیں ہے پس میں اپنے نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ تم دنیا کو رشد و ہدایت دینے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ دنیا سے کچھ لینے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ دنیا تم سے وہ کچھ حاصل کرے گی جسے تم آج نہیں سمجھتے مگر میں اسے جانتا ہوں۔ ممکن ہے بعض لوگ یہ کہہ دیں کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا ہے۔ لیکن میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ دنیا تم سے وہ کچھ حاصل کرے گی کہ اس نے نہ سرمایہ داری انقلاب سے وہ چیز حاصل کی نہ اشتراکی انقلاب سے اور نہ چینی سوشلسٹ انقلاب سے اس چیز کو حاصل کیا ہے۔ پس جو چیز تم نے دنیا کو دینی ہے قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اور ایک عظیم انقلاب کی شکل میں اس کی تم اپنے اندر اہلیت پیدا کرو تا کہ تم وہ چیز یعنی رشد و ہدایت دنیا کو اپنے وقت پر دے سکو۔''

(خطبات ناصر جلد چہارم ص 370)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ :

''قرآن کریم میں دو طریق پر شرعی عدالتوں کو قائم فرمایا اور آزاد کر دیا کہ سارے بنی نوع انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں رحمۃ اللعالمین یعنی آنحضرت ﷺ پر جو تعلیم نازل ہوئی ہے وہ ایسی عظیم رحمت ہے ساری کائنات کے لئے رحمت ہے کہ اگر انگریز بھی اس پر عمل کرے گا تو وہ بھی شریعت...... کے مطابق فیصلہ کرنے کا مجاز ہو جائے گا۔ اگر یہودی اس پر عمل کرے گا تو وہ بھی مجاز ہو جائے گا۔ اگر ہندو اس پر عمل کرے گا تو وہ بھی مجاز ہو جائے گا۔ دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ عدل پر قائم رہو اگر عدل نہیں ہوگا تو پھر شریعت کے ساتھ فیصلوں کا کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے...... باتوں کو اپنے فقیہوں یا مولویوں کی طرف نہ لوٹایا کرو۔ اگر فیصلہ دیتے وقت تم قرآن اور سنت کی طرف لوٹاؤ گے اور وہیں تک محدود رہو گے تو پھر تمہارے فیصلے قرآن اور سنت کے فیصلے کہلا سکتے ہیں۔ ایک شرط کے ساتھ کہ وہ تقویٰ کے ساتھ کئے گئے ہوں''۔

(خطبات طاہر جلد 3 ص479,478)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم پڑھانے کے ساتھ ہی قرآن کریم کی محبت پیدا کرنی بھی ضروری ہے

یقیناً پہلی مرتبہ قرآن کریم پڑھانا اور ختم کروانا ایک بہت اہم کام ہے لیکن اپنی فکریں صرف ایک دفعہ قرآن کریم ختم کروانے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ بعد میں بھی مستقل مزاجی سے نگرانی کی ضرورت ہے۔

ہمیں اپنے گھروں کو تلاوت قرآن کریم سے بھرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی پڑھیں تاکہ اس کے احکام سمجھ میں آئیں۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز اور قرآن کے ترجمے کو سمجھنا اور پڑھنا بڑا ضروری قرار دیا ہے۔

UCL میں منعقدہ ایک تقریب میں اسلامی تعلیمات پر اعتراض کرنے والی خواتین کو دو احمدی نوجوانوں کی طرف سے قرآن شریف اور اسلام کی حقیقی تعلیم کی رو سے مسکت اور مدلّل جواب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 16 دسمبر 2011ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ○

ہمارے بچے عموماً ماشاء اللہ بڑی چھوٹی عمر میں قرآنِ کریم ختم کر لیتے ہیں۔ جن کی ماؤں کو زیادہ فکر ہوتی ہے کہ ہماری اولاد جلد قرآنِ کریم ختم کرے وہ اُن پر بڑی محنت کرتی ہیں۔ یہاں بھی اور مختلف ملکوں میں جب مَیں جاتا ہوں تو وہاں بھی بچوں اور والدین کو شوق ہوتا ہے کہ میرے سامنے بچوں سے قرآنِ کریم پڑھوا کر اُن کی آمین کی تقریب کروائیں۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد پھر اُن کی دہرائی اور بچے کو مستقل قرآنِ کریم پڑھنے کی عادت ڈالنے کے لئے عموماً اتنا تردّد اور کوشش نہیں ہوتی جتنی ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے لئے کی جاتی ہے۔ کیونکہ مَیں جب پوچھتا ہوں کہ تلاوت باقاعدہ کرتے ہو یا نہیں (بعضوں کے پڑھنے کے انداز سے پتہ چل جاتا ہے) تو عموماً تلاوت میں باقاعدگی کا مثبت جواب نہیں ہوتا۔ حالانکہ ماؤں اور باپوں کو قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد بھی اس بات کی نگرانی کرنی چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ بچے پھر باقاعدہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں۔

پس اپنی فکریں صرف ایک دفعہ قرآنِ کریم ختم کروانے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ بعد میں بھی مستقل مزاجی سے اس کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ یقیناً پہلی مرتبہ قرآنِ کریم پڑھانا اور ختم کروانا ایک بہت اہم کام ہے۔ بعض مائیں چار پانچ سال کے بچوں کو قرآنِ کریم ختم کروا دیتی ہیں اور یقیناً یہ بڑا محنت طلب کام ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مستقل مزاجی سے اسے جاری رکھنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ گزشتہ دنوں ایک خاتون کا مجھے خط ملا جس میں میری والدہ کا ذکر تھا اور لکھا کہ ایک بات جو انہوں نے مجھے کہی اور آج تک میں اس پر اُن کی شکر گزار ہوں کہ ایک دفعہ میں اپنی بچی یا بچے کو لے کر گئی جس نے قرآنِ کریم ختم کیا تھا تو مَیں نے بڑے فخر سے انہیں بتایا کہ اس بچے نے چھ سال کی عمر میں

قرآنِ کریم ختم کرلیا ہے۔اس پرانہوں نے کہا کہ چھ سال یا پانچ سال میں قرآنِ کریم ختم کرنا تو اتنے کمال کی بات نہیں ہے۔ مجھے تم یہ بتاؤ کہ تم نے بچے کے دل میں قرآنِ کریم کی محبت کتنی پیدا کی ہے؟ تو حقیقت یہی ہے کہ قرآنِ کریم پڑھانے کے ساتھ ہی قرآنِ کریم کی محبت پیدا کرنی بھی ضروری ہے۔اور تبھی بچے کو خود پڑھنے کا شوق بھی ہوگا۔اور جس زمانے اور دَور سے ہم گزر رہے ہیں جہاں بچوں کے لئے متفرق دلچسپیاں ہیں۔ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، دوسری کتابیں ہیں۔ان دلچسپیوں میں بچے کا خود صبح باقاعدہ تلاوت کرنا اور پڑھنا اُسے قرآنِ کریم کی اہمیت کا احساس دلائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس زمانے میں جب مختلف قسم کی دلچسپیوں کے سامان ہیں، مختلف قسم کی دلچسپی کی کتابیں موجود ہیں، مختلف قسم کے علوم ظاہر ہو رہے ہیں، اس دور میں قرآنِ کریم پڑھنے کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے اور ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ پس اس کو پڑھنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔بچوں میں قرآنِ کریم کی محبت اُس وقت پیدا ہوگی جب والدین قرآنِ کریم کی تلاوت اور اُس پر غور اور تدبر کی عادت بھی ڈالنے والے ہوں گے۔اُس کے پڑھنے کی طرف زیادہ توجہ دیں گے۔جب ہر گھر سے صبح کی نماز کے بعد یا آجکل کیونکہ سردیوں میں نماز لیٹ ہوتی ہے، اگر کسی نے کام پر جلدی نکلنا ہے تو نماز سے پہلے تلاوت باقاعدہ ہوگی تو وہ گھر قرآنِ کریم کی وجہ سے برکتوں سے بھر جائے گا اور بچوں کو بھی اس طرف توجہ رہے گی۔بچے بھی اُن نیکیوں پر چلنے والے ہوں گے جو ایک مومن میں ہونی چاہئیں۔اور جوں جوں بڑے ہوتے جائیں گے قرآنِ کریم کی عظمت اور محبت بھی دلوں میں بڑھتی جائے گی۔اور پھر ہم میں سے ہر ایک مشاہدہ کرے گا کہ اگر ہم غور کرتے ہوئے باقاعدہ قرآنِ کریم پڑھ رہے ہوں گے تو جہاں گھروں میں میاں بیوی میں خدا تعالیٰ کی خاطر محبت اور پیار کے نظارے نظر آ رہے ہوں گے، وہاں بچے بھی جماعت کا ایک مفید وجود بن رہے ہوں گے۔اُن کی تربیت بھی اعلیٰ رنگ میں ہو رہی ہوگی۔اور یہی چیز ہے جو ایک احمدی کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے پوری توجہ اور کوشش سے کرنی چاہئے۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو ہم میں پیدا کرنے کے لئے بہت کوشش فرمائی ہے اور آپؑ کے آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ قرآنِ کریم کو دنیا میں ہر چیز سے اعلیٰ مقام دینے والے بنیں اور اسے وہ عزت دیں جس کے مقابلے میں کوئی اور چیز نہ ہو۔قرآنِ کریم کی عزت کو ہم صرف اس حد تک ہی نہ رکھیں جو عموماً غیر از جماعت کرتے ہیں کہ خوبصورت کپڑوں میں رکھ لیا، خوبصورت شیلف میں رکھ لیا، خوبصورت ڈبوں میں رکھ لیا۔ قرآنِ کریم کی اصل عزت یہ ہے اور اس کی محبت یہ ہے کہ اس کے احکامات پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔اُس کے اوامر اور نواہی کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔جن چیزوں سے خدا تعالیٰ نے روکا ہے اُن سے انسان رُک جائے اور جن کے کرنے کا حکم ہے اُن کو انجام دینے کے لئے اپنی تمام تر قوتوں اور استعدادوں کو استعمال کرے۔اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کی تلاوت کی جائے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیشمار جگہ اپنی کتب میں، اپنی مجالس میں، ملفوظات میں قرآنِ کریم کی اہمیت بیان فرمائی ہے اور ان باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ان توقعات کا ذکر فرمایا ہے جو ایک احمدی سے اور ایک بیعت کنندہ سے آپ کو ہیں۔

پس ہمیں اپنے گھروں کو تلاوتِ قرآنِ کریم سے بھرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اس بات کی ضرورت ہے کہ تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی پڑھیں تا کہ اُس کے احکام سمجھ میں آئیں۔گھروں میں بچوں کے سامنے قرآنِ کریم کی تلاوت کے ساتھ اس کے سمجھنے اور اس کے ترجمے کے تذکرے اور کوشش بھی ہو۔صرف تلاوت کی عادت نہ ڈالی جائے بلکہ ایسی مجلسیں ہوں جہاں قرآنِ کریم سے چھوٹی چھوٹی باتیں نکال کر بچوں کے سامنے بیان کی جائیں تا کہ اُن میں بھی شوق پیدا ہو۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز اور قرآن کے ترجمے کو سمجھنا اور پڑھنا بڑا ضروری قرار دیا ہے۔لیکن صرف ترجمہ پڑھنا اور اصل عربی متن یا عبارت نہ پڑھنا اس کی اجازت نہیں ہے۔آپ نے فرمایا کہ:

''ہم ہرگز فتویٰ نہیں دیتے کہ قرآن کا صرف ترجمہ پڑھا جاوے۔اس سے قرآن کا اعجاز باطل ہوتا ہے۔جو شخص یہ کہتا ہے (کہ صرف ترجمہ پڑھنا کافی ہے) وہ چاہتا ہے کہ قرآن دنیا میں نہ رہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 265 ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہی قرآنِ کریم کا اعجاز ہے اور یہ ایک بہت بڑا اعجاز ہے کہ اب تک اپنی اصلی حالت میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کہ یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

اور یہ اعجاز جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ اصلی عربی عبارت میں آج تک چلا آ رہا ہے اور شدید سے شدید معترضین اور مخالفین اسلام جو ہیں وہ بھی اعتراف کئے بغیر نہیں رہتے کہ قرآنِ کریم اپنی اصلی شکل میں اپنی اصلی حالت میں آج تک محفوظ ہے۔ اگر صرف ترجموں پر انحصار شروع ہو جائے تو ترجمے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہو رہے ہیں۔ بلکہ جب ہم اپنا ترجمہ دنیا کے سامنے رکھتے ہیں تو وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ترجمہ بالکل مختلف ہے کیونکہ غیروں نے صحیح ترجمے نہیں کئے ہوئے۔ اسلام پر اعتراض کرنے والے ایک بہت بڑے پادری نے امریکہ میں قرآنِ کریم کے کچھ ترجموں پر (صرف ترجمے لئے تھے، عربی ٹیکسٹ نہیں لیا تھا، متن نہیں لیا تھا) اعتراض کر دیا کہ اسلام یہ کہتا ہے، اسلام یہ کہتا ہے اور قرآن یہ کہتا ہے۔ اُس کو جب ہم نے اپنی تفسیر بھجوائی تو اُس کا جواب بھی اُس نے دیا اور بڑا پیچھا کرنے کے بعد یہی جواب تھا کہ میں نے جو ترجمے کئے ہیں وہ بھی مسلمانوں کے لکھے ہوئے ہیں۔

بہر حال یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے ہمیں ترجمے میں بھی عربی متن کے قریب تر کر دیا اور اُس کے صحیح معنی اور معارف سکھائے ہیں۔

یہاں ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ گزشتہ دنوں احمدیت پر کسی اعتراض کرنے والے کا اعتراض نظر سے گزرا جس میں اُس نے کہا تھا کہ اگر مرزا صاحب نبی تھے تو پھر انہوں نے اپنی جماعت کو یہ کیوں کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی پیروی کرو۔ تو اس کا جواب تو آپ کی تحریر کی رو سے بہت جگہ آیا ہوا ہے۔ یہ قطعاً کبھی کہیں نہیں کہا گیا کہ پیروی کرو۔ لیکن قرآنِ کریم کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ یہ ایک حوالہ ہے۔ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ذکر کیا کہ حنفی مذہب میں صرف ترجمہ پڑھنا کافی سمجھا گیا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا ''اگر یہ امام اعظم کا مذہب ہے تو پھر اُن کی خطا ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 265 ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ان کی وہ بات غلط تھی۔ بیشک وہ امام ہیں انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے، بہت سارے مسائل اکٹھے کئے ہیں لیکن اگر انہوں نے یہ کہا ہے کہ صرف ترجمہ پڑھنا کافی ہے تو یہ غلط ہے۔

بہر حال اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی اصل حفاظت کرنے کا ذریعہ بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ آپ نے اپنی جماعت کو قرآنِ کریم سمجھنے اور اس سے محبت کرنے کی بیشمار جگہ تلقین فرمائی ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: '' قرآنِ شریف قانونِ آسمانی اور نجات کا ذریعہ ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 130 ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

گو اس فقرہ کے سیاق و سباق میں ایک بحث کا ذکر چل رہا ہے جو آپ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرآنِ شریف سے وفات ثابت کرنے کے لئے بیان فرما رہے ہیں لیکن یہ عمومی اصول بھی ہے کہ قرآنِ شریف قانونِ آسمانی ہے اور اس لحاظ سے نجات کا ذریعہ ہے۔ ہم اگر دیکھیں تو دنیاوی قانون بھی صرف قانون بن جانے سے فائدہ نہیں دیتا جب تک کہ اُسے لاگو نہ کیا جائے، اُس پر عمل درآمد نہ کروایا جائے۔ اسی طرح قرآنِ کریم کا قانون بھی اُس وقت فائدہ مند ہے اور نجات دلانے والا ہے جب اُس پر عمل کیا جائے۔ اگر اُس پر عمل نہیں ہو گا تو یہ نجات دلانے کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ صرف پڑھ لینے اور عمل نہ کرنے سے نجات نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور انعامات کے ہم وارث نہیں بن سکتے۔ پس قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھنا اور اُس پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''یاد رکھو قرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ ہے اور نجات کا ذریعہ ہے۔ یہ اُن لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآنِ شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اُسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپروا ہیں، اُن کی ایسی مثال ہے کہ ایک

شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اُس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اُس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اُسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر مُنہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اُس کے لطف اور شفابخش پانی سے حظّ اُٹھاتا۔ مگر وہ باوجود علم کے اُس سے ویسا ہی دور ہے جیسا ایک بے خبر''۔

(ملفوظات جلد چھارم صفحہ 140 ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیغام کو، ان درد سے بھرے الفاظ کو سمجھتے ہوئے قرآنِ کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری بیعت کا حقیقی حق اسی صورت میں ادا ہوگا جب ہم قرآنِ کریم کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کریں گے اور قرآنِ کریم کی تعلیم یہ ہے، جیسا کہ پہلے بیان ہوا، کہ قرآنِ کریم میں بیان ہوئی ہوئی ہر برائی سے رُکنا اور اس میں بیان شدہ ہر نیکی کو اختیار کرنا اور اس کو اختیار کرنے کی بھرپور کوشش کرنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآنِ شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترکِ شر کر کے سمجھ لے کہ بس اب مَیں صاحبِ کمال ہو گیا، بلکہ وہ تو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاقِ فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے کہ اس سے ایسے اعمال وافعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور اُن کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے''۔

(ملفوظات جلد چھارم صفحہ 208 ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اگر ایک مومن کو قرآنِ کریم سے حقیقی محبت ہے تو وہ اس معیار پر خود بھی پہنچنے کی کوشش کرے گا اور کرتا ہے اور اپنے بچوں کو بھی وہاں تک لے جانے کی کوشش کرے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ شر اور برائی سے رکنا کوئی کمال نہیں۔ کسی بری حرکت سے رکنا، کسی شر سے رکنا یہ تو کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ ہمارا مطمحِ نظر نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیں اپنے ٹارگٹ بڑے رکھنے چاہئیں اور اُس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے کہ قرآنِ کریم میں بیان ہوئی ہوئی تمام قسم کی نیکیوں کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کریں۔ جب یہ کوشش ہر مرد، عورت اور بچے سے ہو رہی ہوگی تو ایک پاک معاشرے کا قیام ہو رہا ہوگا۔

اُس معاشرے کا قیام ہوگا جس کو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ آئے دن جو اسلام اور قرآنِ کریم پر اعتراض کرنے والے ہیں اُن کے منہ بھی بند ہوں گے۔

یہاں دو عورتوں کا آجکل بڑا شُہرہ ہے جو اسلامی قوانین پر اعتراض میں حد سے بڑھی ہوئی ہیں۔ مختلف جگہوں پر وہ لیکچر وغیرہ دیتی رہتی ہیں۔ گزشتہ دنوں خدام الاحمدیہ یوکے (UK) کی کوشش سے یوسی ایل (UCL) میں ایک مباحثہ ہوا۔ ان کے ساتھ ایک ڈیبیٹ (Debate) کی صورت پیدا ہوئی جو یونیورسٹی کی انتظامیہ نے آرگنائز کی تھی۔ جس میں ان دو خواتین نے، جو اُن کا طریقہ کار ہے اپنی طرف سے اسلام پر اعتراضات کی بڑی بھرمار کی۔ لیکن ہمارے خدام جن میں سے ایک پاکستانی اوریجن (Origin) کے ہیں اور یہاں ہمارے یوکے (UK) کے جامعہ میں پڑھتے ہیں، جامعہ کے طالبعلم ہیں، اور دوسرے ایک انگریز نو احمدی۔ ان دونوں نے اُن کو ایسے مُسکت اور مدلّل جواب قرآنِ کریم سے اور قرآنِ شریف کی تعلیم کی رو سے دیئے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کی رو سے دیئے کہ وہ اُس وقت غصہ سے پیچ و تاب کھاتی رہیں بلکہ اُن کے حمایتیوں نے بھی اُن کی اس حالت پر جس طرح وہ اعتراض کر رہی تھیں بڑھ بڑھ کے افسوس کا اظہار کیا۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی نوجوانوں کے ذریعہ سے اسلام کی تعلیم کی فتح ہوئی۔

پس ہمیں قرآنِ کریم سمجھنے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، تبھی ہمارے اپنے گھر بھی جنت نظیر بنیں گے اور اپنے معاشرے اور ماحول میں بھی ہم تبلیغ کا حق ادا کرنے والے بن سکیں گے۔

قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کا طریق سکھاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآنِ شریف تدبّر و تفکّر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَـارٍ یَلْعَنُهُ الْقُرْاٰن۔ یعنی بہت سے ایسے قرآنِ کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآنِ کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اُس پر عمل نہیں کرتا اُس پر قرآنِ مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآنِ کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا

جاوے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 157 ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یہ صورت اُسی وقت ہو سکتی ہے جب اس کی اہمیت کا اندازہ ہو، اس سے خاص تعلق ہو۔ پس یہ اہمیت اور خاص تعلق ہم نے اپنے دلوں میں قرآنِ کریم کے لئے پیدا کرنا ہے۔ بعض لوگوں کے اس بہانے اور یہ کہنے پر کہ قرآنِ شریف سمجھنا بہت مشکل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''بعض نادان لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم قرآنِ شریف کو نہیں سمجھ سکتے''۔ (اس واسطے) ''اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے کہ یہ بہت مشکل ہے۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ قرآنِ شریف نے اعتقادی مسائل کو ایسی فصاحت کے ساتھ سمجھایا ہے جو بے مثل اور بے مانند ہے اور اس کے دلائل دلوں پر اثر ڈالتے ہیں۔ یہ قرآن ایسا بلیغ اور فصیح ہے کہ عرب کے بادیہ نشینوں کو جو بالکل اَن پڑھ تھے سمجھا دیا تھا تو پھر اب کیونکر اس کو نہیں سمجھ سکتے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 177 ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس زمانے میں تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے جنہوں نے ہمیں ظاہری احکام ہی نہیں بتائے بلکہ قرآنِ کریم کے گہرے حقائق و معارف ہمیں کھول کر بیان کر دیئے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:4) کا فیض ہمیں پہنچایا ہے۔ پس اس خزانے سے ہمیں جواہرات جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے۔ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جبتک ہم اس سے حقیقی محبت کرنے والے نہیں بنیں گے۔ جماعت سے باہر مسلمانوں میں، دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی قرأت بڑی اچھی ہے، انعامات حاصل کرتے ہیں، بڑی بڑی ریکارڈنگ کی کیسٹس اُن کی دنیا میں چلتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اچھی قرأت کرنے والوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کو قرآنِ کریم کے معانی اور مطالب کا نہیں پتہ۔ بلکہ بڑے بڑے علماء کو نہیں پتہ لگتا تبھی تو اسلام میں بہت عرصہ آیات کے ناسخ و منسوخ کا ایک مسئلہ چلتا رہا ہے اور پھر ابھی بھی بعض آیتوں کی ان کو سمجھ نہیں آتی جس میں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ بھی ہے۔ بہر حال یہ ان کے معانی و مطالب سے نا آشنا ہیں۔ اس بارے میں بڑی انذار کرنے والی ایک حدیث ہے جو حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو ڈینگیں ماریں گے کہ ہم سے بڑا قاری کون ہے؟ ہم سے بڑا عالم کون ہے؟ پھر آپؐ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں ایسے لوگوں میں کوئی بھلائی والی بات دکھائی دیتی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ہرگز نہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لوگ تم میں سے اور اسی اُمّت میں سے ہی ہوں گے لیکن وہ دوزخ کی آگ کا ایندھن ہوں گے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد کتاب العلم باب کراهیة الدعوی حدیث 876 جلد نمبر 1 صفحہ 252-251۔ دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء۔ مسند البزار۔ مسند العباس بن عبدالمطلب۔ جلد 2 صفحہ 218)

پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے والی اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی اور دوزخ کی آگ سے بچانے والی اصل چیز عاجزی سے قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھ کر اُس پر عمل کرنا ہے۔ اس کو پیشہ بنانا نہیں ہے بلکہ اس سے محبت کرنا ہے۔ اور آج ہم میں سے ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ اس پر توجہ دے۔ اس کے حصول کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 'کشتی نوح' میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظلّ تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے

یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی'' (گندے لوتھڑے کی طرح تھی) ''قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27-26)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا'' (یعنی اس کا شریعت اور روحانیت کا فیض جو ہے وہ قیامت تک جاری ہے) ''اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دُنیا ختم نہ ہو جب تک محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کیلئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحۃ:6)''۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 14-13)

اللہ کرے کہ ہم اور ہماری اولادیں اور آئندہ تا قیامت جو بھی آنے والی نسلیں ہوں، جنہوں نے مسیح محمدی کو مانا ہے، وہ قرآنِ کریم سے حقیقی رنگ میں محبت رکھتے ہوئے اس کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں، اور اس کی برکات سے ہردم فیض پاتے چلے جانے والے ہوں۔

☆......☆......☆......☆

شانِ قرآن

احمد مبارک، نیویارک

کیسے عیاں نہ ہوتی بلاغت کتاب کی
تھی تیرگی میں نُور ہر آیت کتاب کی

ہے دَم بخود جو آئنہ کون و مکان کا
حیرت کا اِک جہان ہے صورت کتاب کی

ذرّاتِ بحر و بَر کو ستارے بنا دیا
معجز نُما ہے دَہر پہ رحمت کتاب کی

قُرآں کا حرف حرف خدا کا کلام ہے
اُمّی لقبؐ نے دی ہے شہادت کتاب کی

صُبحِ اَزَل سے شامِ اَبد تک پسِ سکوت
آتی رہی نوائے بشارت کتاب کی

معنی کے بعد بھی نئے معنی کے دَر کھلے
کرتا ہوں طے ہزار مُسافت کتاب کی

دِیوارِ گریہء ہو یا کلیسا کے بام و دَر
چُھپتی نہیں کہیں بھی صداقت کتاب کی

کرنا پڑے گا اب حق و باطل میں امتیاز
ورنہ ہے ٹوٹنے کو قیامت کتاب کی

اس ارضِ بے قرار کے سیلابِ تُند میں
تُم کو پناہ دے گی رفاقت کتاب کی

ترتیل سے پڑھو اسے اور چومتے رہو
حق نے جو بخش دی ہے امانت کتاب کی

ہادی بنو، امین بنو، متّقی بنو
غافل نہ ہونے دے گی ہدایت کتاب کی

قرآن کریم کی پیشگوئیاں

لطف الرحمٰن محمود

صداقتِ انبیاء اور علمِ غیب

بدقسمت دہریوں کی طرف سے ہستی باری تعالیٰ کے جاہلانہ انکار کے باوجود صفاتِ الٰہیہ کا بحرِ ذخّار ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ علم کا حقیقی اور نہ ختم ہونے والا چشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہی ہے۔ اُس کے علم کامل کی کُرسی کائنات ازل وابد پر مُحیط ہے۔ علیم اور خبیر ہونا بھی اللہ تعالیٰ کے اسماءالحسنٰی میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سُنّت ہے کہ حسبِ موقع اپنے نبیوں اور رسولوں کو آنے والے واقعات اور تغیّرات کی خبریں، قبل از وقت وقوع، عطا فرماتا رہتا ہے (سورۃ الجن آیات 28,27)۔ ایسی خبروں کو ''پیش گوئیاں'' کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔ تورات میں بھی ایسی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو سچے نبی کی نشانی اور علامت قرار دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس، جھوٹ مُوٹ خود پیشگوئیاں گھڑ کر، اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے والے مفتری مدعیٔ رسالت کیلئے، بطور سزا قتل کئے جانے کا ذکر بھی اسی تورات میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے، استثناء باب13 آیت5۔

یہی بازگشت ہمیں تورات کے آخری حصے میں بھی سنائی دیتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے زکریا باب 13 آیات 3,2۔ تورات کے درمیان کتاب یرمیاہ کا باب 23 تو اسی ذکر سے بھرا پڑا ہے اور جھوٹے مدعیان نبوت کیلئے عذاب الٰہی کی وعید سے گونج رہا ہے۔ قرآن مجید میں بھی مفتری مدعی وحی والہام کیلئے بھی قطع وتین یعنی شہہ رگ کاٹ ڈالنے کی وعید موجود ہے (سورة الحآقة آيات 45 ,47)۔

قرآنی آیات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے۔ بعض پیشگوئیاں قطعی ہوتی ہیں اور بعض مشروط۔ بعض پیشگوئیاں تبشیر کی حامل ہوتی ہیں اور بعض انذار کی۔ اس وسعت اور تنوع کے باوجود، پیشگوئیوں کا وجود مرسلین اور مامورین کی صداقت جانچنے کیلئے ایک اہم ذریعۂ معرفت ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کسی بھی نبی اور رسول نے اپنے علم غیب کا دعویٰ نہیں کیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ انہیں علم غیب حاصل نہیں۔ جن امور غیبیہ کا علم اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے ان تک انبیاء ومرسلین کی رسائی ہوجاتی ہے (سورة آل عمران آیت 180)

پیشگوئیوں کے حوالے سے یہ بات بھی نوٹ کرنی چاہیئے کہ انبیاء، مرسلین اور مامورینِ الٰہی کی پیشگوئیاں اپنے اپنے وقت پر پوری ہوکر، ان مقدسین کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کو تخفیف کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ الہامی کتابوں کی پیشگوئیوں کی اہمیت تو اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ وہ اُس الہامی کتاب کی صداقت وعظمت اور اُس کے من جانب اللہ ہونے کا ثبوت ہوتی ہیں۔ اس مضمون کا ایک مدعا ومقصود یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا ہے کہ پیشگوئیوں کے حوالے سے قرآن حکیم ایک منفرد اور ممتاز مقام کا حامل ہے۔ الحمدللہ علٰی ذٰلک۔

دوسرے مذاہب کے صحیفوں کی پیش گوئیاں

تاریخِ ادیان کسی حد تک محفوظ ہے۔ بعض معتقدین اپنے ایسے صحیفوں کے مکمل طور پر الہامی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بعض اُنہیں صرف ''القاشدہ'' یعنی Inspired کتابیں قرار دیتے ہیں۔ بعض مذاہب میں چند ایک ایسی کتابوں کو پیشگوئیوں سے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

قرآن کریم نے الہامی کتب کے طور پر صُحف ابراہیم، صُحف موسیٰ یعنی تورات، نیز زبور اور انجیل کا ذکر فرمایا ہے۔ مکمل یا جزوی ضیاع اور امکانِ تغیّر وتبدّل کے باوجود ان ماخذ اور کتابوں کے الہامی وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان مذاہب کے انبیاء ومرسلین سے ہمکلام ہوا اور اُنہیں اپنی وحی والہام سے نوازا۔ اسی حوالے سے ''الہامی کتابوں پر ایمان'' کو بھی اسلام کے ارکانِ ایمان میں شامل کیا گیا ہے۔ ایسی کتابوں میں مجموعی طور پر ''بائبل'' کو زیادہ شہرت نصیب ہوئی جس میں تورات، زبور اور انجیل کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

بائبل سے ہماری دلچسپی کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ قرآن کریم کے دعویٰ کے مطابق تورات وانجیل میں حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پیشگوئیاں بھی درج ہیں۔ اس حوالے سے بھی بائبل کو تحریف وتبدل کی نذر کیا گیا مگر اس کے باوجود بعض پیشگوئیاں ان بدنیت شرپسندوں کی دست بُرد سے بچ گئیں۔ یہ ایک بالکل الگ موضوع ہے اور کبھی بشرطِ زندگی، انشاء اللہ اس پر بھی بات ہوگی۔

قرآن کریم کا بائبل سے موازنہ کرنے کی کوئی مضبوط بنیاد موجود نہیں۔ بائبل 66 کتابوں کی ''لائبریری'' ہے۔ جبکہ قرآن کریم اپنی ذات اور عدد میں ایک کتاب ہے۔ **ذالک الکتاب لاریب فیه** (البقرہ آیت3)۔

قرآن مجید کا نازل کرنے والا اور اُس کے متن کو محفوظ رکھنے والا وحدہٗ لاشریک خدائے ذوالجلال ہے جب کہ ''بائبل کی لائبریری'' میں موجود کتابوں کے لکھنے والوں کی تعداد 40 بتائی جاتی ہے اور اُن کے یہ رشحاتِ قلم 16 صدیوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کا اعتراف ان کتابوں کے معتقدین خود کرتے ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیے What The Bible Is All About مصنفہ Dr. Henrietta C. Mears پبلشر Regal، ایڈیشن 2011 صفحہ 13

صاف ظاہر ہے کہ ساٹھ سے زیادہ کتابوں کے مصنفین اور مؤلفین کی اس قدر زیادہ تعداد سے تنوع اور تضادات کی وجہ سے فقہی، علمی اور نظریاتی اختلافات اور مشکلات میں اضافہ ہی ہوگا۔ اس کے برعکس قرآن مجید چھوٹی بڑی 114 سورتوں پر مشتمل ہے جن کے نزول کا مجموعی زمانہ 23 سال ہے اور نزول وحی کے ساتھ ہی یہ تمام سورتیں اور ان کی آیات تحریر ہوکر محفوظ ہوگئیں۔ اس کے ساتھ ہی بہت سے صحابہ کرام اور صحابیات نے اُنہیں حفظ بھی کرلیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق (سورۃ الحجر آیت 10) قرآن کریم کا متن ہمیشہ کیلئے محفوظ ہوگیا۔ ولیم میور جیسے معاند نقاد کو بھی اس کا اعتراف ہے۔

بائبل کی 66 کتابوں میں سے 17 کتابوں کو پیشگوئیوں کیلئے مخصوص کرلیا گیا۔ یہاں اختصار سے ان کتب کی تقسیم وترتیب کا اشارہ بھی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ بائبل کی پہلی پانچ کتابیں ''شرعی قانون'' کی کتابیں کہلاتی ہیں۔ انہیں اصل ''تورات'' قرار دیا جاتا ہے۔ اگلی 12 کتابیں ''بنی اسرائیل کی تاریخ'' پر مشتمل ہیں۔ اس کے بعد موجود 5 کتابیں ''مذہبی شاعری'' کی کتابیں ہیں۔ یعنی دینی منظوم کلام پر مشتمل کتابیں۔ اگلی 17 کتابیں ''پیشگوئیوں کی کتابیں'' کہلاتی ہیں۔ مجموعی طور پر یہ 39 کتابیں ''عہد نامہ قدیم'' یعنی (Old Testament) کہلاتی ہیں۔ انجیل کی 27 کتابیں عہد نامہ جدید (New Testament) کا حصہ ہیں۔ اس طرح بائبل کی مجموعی تعداد 66 بنتی ہے۔

چونکہ ہم پیشگوئیوں کی بات کررہے ہیں اس لئے ایک مرتبہ پھر ان سترہ کتابوں کی طرف رجوع فرمائیے۔ یہ کتابیں ان انبیاء کے ناموں سے منسوب ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئیاں کیں۔ اگرچہ ہم قرآنی تعلیم لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (البقرۃ آیت 137، آل عمران آیت 85) کے مطابق انبیاء اور مرسلین کے نفس نبوت ورسالت میں فرق نہیں کرتے مگر بائبل کے علماء نے ان سترہ نبیوں میں 5 کو بڑا (Major) اور 12 کو چھوٹا (Minor) نبی قرار دے رکھا ہے۔ ان 17 میں سے تین کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے یعنی ''اَلْیَسَع''، یونس، اور زکریا علیہم السلام۔ حزقیل (Ezekeil) اور دانیال کا قرآن مجید میں نہیں۔ البتہ تعبیر الرویا کی کتابوں میں خوابوں کی کئی تعبیریں ان حضرات سے منسوب ہیں۔ ضمناً عرض ہے کہ عہد نامہ جدید کی 27 کتابوں میں سے صرف ایک کتاب Revelations کو پیشگوئیوں کی کتاب قرار دیا ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے کی جانے والی بعض پیشگوئیاں انجیل میں موجود ہیں اور بعض اُسی طرح پوری بھی ہوئیں مگر حیرانی ہے کہ ڈاکٹر Henrietta C. Mears نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو ''پیشگوئیاں کرنے والا نبی'' شمار نہیں کیا۔ غالباً ''ابن اللہ'' اور ''الـــہ''

قرار دینے کی وجہ سے انہوں نے یہ اعزاز Revelations کے مصنف ہی کیلئے مخصوص رکھا۔ پیشگوئیوں کے حوالے سے قرآن مجید میں بائبل والا یہ اسلوب نہیں اپنایا گیا۔ قرآن مجید میں پیشگوئیوں کیلئے بعض خاص سورتوں کو مخصوص نہیں کیا گیا۔ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے پسند فرمایا، وہاں آیاتِ قرآنی میں پیش گوئیوں کی شکل میں نبی کریم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا۔ یہ پیشگوئیاں قرآن کریم کی کئی آیات میں موجود ہیں۔ مکّی سورتوں میں بھی اور مدنی سورتوں میں بھی۔ یہ بھی قرآن کریم کا ایک اعجازی پہلو ہے۔ سارا قرآن کریم ہی آسمانی مائدے پر مشتمل ہے جس میں پیشگوئیوں کی طشتریاں جابجا نظر افروز ہیں!

قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی عظمت وشوکت

قرآن کریم خاتم الکتب ہے اور اس کا پیغام اور شرعی نظام نیز اس کا دوام تا قیامِ قیامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ نے اس کے متن کو تحریف وتبدّل سے محفوظ رکھا۔ اور اس کے حقیقی معانی کی حفاظت کا بھی روحانی اہتمام فرمایا۔ احکام شرعیہ کے استحکام ودوام کے ساتھ ساتھ اس عظیم الشان کتاب کے علمی معارف بھی نادر قیمتی دھاتوں کے خزائن سے مماثلت رکھتے ہیں جن کی کانیں کبھی ختم نہ ہونگی۔ یہی کیفیت پیشگوئیوں کی ہے۔ ان کی عظمت وشوکت اور وسعت کو واضح کرنے کیلئے ،اس مضمون میں' ان پیشگوئیوں کو مختلف انواع واقسام کے تحت مرتب کر کے پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آپ محسوس کریں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد بھی' قرآنی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا سلسلہ جاری رہا اور اب بھی جاری ہے اور اس طرح قرآنی پیشگوئیاں معرضِ وجود میں آکر، بڑی شان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم' قرآن کریم اور دینِ اسلام کی صداقت پر بار بار مہر تصدیق ثبت کرتی نظر آتی ہیں۔ یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ قرآنی پیشگوئیوں کا یہ انتخاب درج ذیل ترتیب سے پیش کیا جائے گا، انشاءاللہ۔

1۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں
2۔ مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والی سیاسی تبدیلیوں سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں
3۔ سفر اور نقل مکانی کے حوالے سے نئی سواریوں کی ایجاد سے اونٹوں کے ترک کئے جانے کی پیشگوئی
4۔ نئے معاشرتی، علمی، تہذیبی حتّٰی کہ جانوروں کو متاثر کرنے والے نئے رجحانات کے بارے میں پیشگوئیاں
5۔ خلاء کی تسخیر سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں
6۔ سویز اور پانامہ نہروں کے جاری کئے جانے کی پیشگوئی
7۔ مہدیٔ آخر الزمانؑ کی بعثت اور صحابہ کرامؓ کے رنگ میں رنگین ہونے والے آخرین کے ظہور کی پیشگوئی
8۔ عالمگیر جنگوں کے خون خرابے اور ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کے حوالے سے پیشگوئیاں
9۔ ریسرچ کے نام پر مقابر کی کھدائی اور قبروں کے اُکھیڑے جانے کی پیشگوئی
10۔ آخری زمانے میں دوزخ کے مشتعل ہونے اور جنت کے قریب کئے جانے کی پیشگوئی یعنی گناہ پر دلیری اور اس کی تشہیر پر فخر ومباہات، تقویٰ کے عمومی فقدان پر معمولی نیکیوں پر عظیم اجر دیئے جانے کی پیشگوئی

حضرت نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں

اس ذیلی عنوان کے تحت بہت سی پیشگوئیاں پیش کی جاسکتی ہیں۔ ایسی چند پیشگوئیاں بطور مثال پیش خدمت ہیں:

1۔ بازنطینی رُومیوں کے اہلِ فارس پر غالب آنے کی پیشگوئی

اس پیشگوئی کا تعلق چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی کی دو ''سُپر پاورز'' (بازنطینی سلطنت اور کسریٰ کا ایران) کی باہمی چپقلش سے ہے۔ ظہورِ اسلام سے پہلے ہی یہ

حریف ایک دوسرے کو نیچا دکھاتے رہے۔اہل عرب اس صورت حال سے واقف تھے۔اوران کے لئے یہ قرآنی پیشگوئی ایک بڑی خبر تھی۔ان کی ہمدردیاں اہلِ فارس سے تھیں اور مسلمانوں کی اہلِ کتاب سے۔یہ پیشگوئی مکہ میں نازل ہونے والی سورۃ الروم کی ابتدائی آیات میں موجود ہے۔

غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ﴿۲﴾

فِيْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۙ﴿۳﴾

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ

وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۴﴾

(سورۃ الروم: 3-5)

ترجمہ۔رومی لوگ قریب کی زمین میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد چند سال میں دوبارہ غالب آجائیں گے۔اس واقعہ سے پہلے بھی اللہ کی حکومت ہوگی اور بعد میں اس کی حکومت ہوگی اور اس دن مومن بھی بہت خوش ہونگے۔

رومی قیصر ہرقل (Heraclius) کی افواج عرب کے ہمسایہ ممالک (شام، اردن، فلسطین) میں ایران سے مغلوب ہو چکی تھیں۔یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی قرآنی وحی 610ء میں ہوئی تھی۔سورۃ الروم 616ء میں نازل ہوئی۔613ء میں ایرانی فوج نے ہرقل کے شہر دمشق پر قبضہ کرلیا۔اگلے سال یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔اور وہ تاریخی صلیب ایران منتقل کردی گئی جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔لیکن 622ء میں ہرقل نے ایران پر حملوں کا نیا سلسلہ شروع کیا جس میں رومیوں کو کامیابیاں نصیب ہوئیں۔624ء میں رومی افواج نے اہلِ فارس کا سب سے بڑا آتش کدہ تباہ کردیا۔حضرت زرتشت کے مولد و مسکن کو بھی اُجاڑ دیا۔اور تمام مفتوحہ علاقے ایران کے قبضے سے آزاد کرالئے۔اس پیشگوئی میں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ اُن ایام میں مسلمانوں کو بھی ایسی ہی خوشی ملے گی چنانچہ 624ء میں مسلمانوں کو جنگ بدر میں عددی کمزوری اور عسکری بے سروسامانی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کُفّارِ مکّہ پر فتح عطا فرمائی۔

ضمناً عرض ہے کہ اس پیش گوئی کے حوالے سے ایک مکّی سردار، اُبَی بن خلف نے حضرت ابوبکرؓ سے مطالبہ کیا کہ ''بضع سنین'' کی مدت کو معین کیا جائے۔اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 9 سال کی مدّت مقرر فرمائی۔اس حوالے سے اُمیّہ بن خلف نے 100 اُونٹوں کی شرط لگائی جسے حضرت ابوبکرؓ نے منظور کرلیا۔رومیوں کی اس عظیم فتح کے بعد شرط جیتنے پر حضرت ابوبکرؓ نے اُمیّہ بن خلف کے ورثاء سے 100 اونٹ وصول کئے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے حکم پر اُنہیں بطور صدقہ غرباء میں تقسیم کردیا۔

یاد رہے کہ کسریٰ ایران' ہُرمز، وہی شہنشاہ تھا جسے اُس کے بیٹے شیرویہ نے 628ء میں قتل کرکے خود تخت سنبھال لیا تھا۔

2۔ دفاعی جنگی معرکوں میں فتح وکامرانی کی پیش گوئیاں

جنگِ بدر میں کامیابی کا ذکر، رومیوں کے اہل فارس پر غالب آنے کی پیش گوئی کے ساتھ اُوپر گزر چکا ہے۔سورۃ القمر کی آیات 45,46 میں بھی اس معرکے میں فتح کی خبر دی گئی ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۵﴾

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۶﴾

(القمر : 46,45)

معرکہ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میدان جنگ کی ایک طرف دعاؤں کیلئے ایک حجرۂ دعا بنایا گیا۔اس حُجرہ سے جب حضورؐ باہر تشریف لائے تو اس وقت بھی یہی آیات لبِ مبارک پر تھیں۔

مکّی سورۃ صٓ میں کفار کے بڑے بڑے جتھوں کے حملہ آور ہونے اور ناکام و نامراد لوٹ جانے کی خبر دی گئی ہے۔ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ (سورۃ صٓ: 12)

جنگ احزاب میں جسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں، کفار مکّہ عرب کے بہت سے قبائل سے جنگجو جمع کر کے مدینہ پر حملہ کی نیت سے اُمڈ آئے۔ بعض مؤرخین نے اس لشکر کی تعداد بارہ ہزار بیان کی ہے۔ جبکہ مسلمان تین ہزار کے لگ بھگ تھے۔اس خطرے کے پیشِ نظر حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر مدینہ کی شمالی جانب صحابہ کرام نے خندق کھودی۔اس کام میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بنفسِ نفیس شرکت فرمائی۔ یہ خندق 6000 گز یعنی تین میل لمبی تھی۔ پیش گوئی کے مطابق کفار ناکام و نامراد رہے اور محاصرہ اُٹھا کر فرار ہو گئے۔

فتح مکّہ کا انشاءاللہ الگ ذکر کیا جائے گا۔ یہاں فتح خیبر کی مثال پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ یہود کے بڑے بڑے مضبوط قلعوں کے زیر نگین ہو جانے یعنی فتح خیبر کی خبر سورۃ الفتح میں دی گئی جو 6 ہجری صلح حدیبیہ کے بعد مکّہ سے مدینہ واپسی کے سفر کے دوران نازل ہوئی۔سورۃ الفتح کی آیات 20,19 اور 21 میں اللہ تعالیٰ نے تین فتوحات اور اُن کے نتیجے میں مغانم کثیرۃً یعنی بے پناہ مالِ غنیمت ملنے کی بشارت دی ہے اور اسے صلح حدیبیہ سے قبل بیعتِ رضوان کا انعام قرار دیا گیا ہے۔ یہ فتوحات فتح خیبر، فتح مکّہ اور فتح حُنین ہیں۔ان میں سے پہلی فتح، فتح خیبر ہے جسے آیت 19 میں فتحًا قریبًا کہہ کر یاد فرمایا گیا ہے اور اس کے ساتھ مغانم کثیرۃ کا بھی ذکر ہے۔فتح خیبر کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے 7 ہجری میں پورا فرمایا اور فتح مکّہ اور فتح حنین کا 8 ہجری میں۔

3۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کا ذکر منقطع ہونے کی پیش گوئی

یہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائی مکّی دور میں نازل ہونے والی سورۃ الکوثر میں عطا کی گئی ہے:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

(الکوثر:4)

"ابتر" کا لفظ دو قسم کے لوگوں پر اطلاق پاتا ہے۔مقطوع النسل اور مقطوع الذکر۔اس آیت میں یہ خبر دی گئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض اور عداوت رکھنے والے بدخواہ ہر خیر و برکت سے محروم رہیں گے اور ان کا ذکر بھی منقطع ہو کر رہ جائے گا۔

کُفارِ مکّہ کے سرداروں کو اپنے اموال اور بیٹوں پر بڑا ناز اور گھمنڈ تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ نرینہ کے طفولیت میں وفات پا جانے پر وہ یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دیتے نظر آتے ہیں کہ اسلام کا نام گویا حضورؐ کی زندگی تک ہی ہے۔ایسی سوچ رکھنے والوں کا لیڈر عاص بن وائل قریشی تھا۔لیکن قدرت نے ایک عجیب کرشمہ دکھایا۔وہ وقت بھی آیا جب ان سب سرداروں کے بیٹے حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثار روحانی اولاد میں شمار ہونے لگے۔ابو جہل کا بیٹا عکرمہؓ، ولید کا فرزند خالدؓ، اُمیّہ بن خلف کا جگر گوشہ صفوانؓ، اور عاص بن وائل کا ولی عہد عمروؓ، سب مسلمان ہو گئے اور دینِ حق کی سربلندی کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ یہ سب آج اُمتِ مرحومہ کے ہیرو ہیں اور لاکھوں لوگ ان کی بلندیٔ درجات کیلئے دُعا گو رہتے ہیں۔انہی بزرگانِ اُمت کے آبا و اجداد کا ذکر تاریخ کی اُرُوڑی میں دفن ہے!

ایک دوسرا پہلو بھی قابلِ غور ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک اور ابتدائی مکّی سورۃ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورۃ الم نشرح:3) حضور ﷺ کا ذکر بلند سے بلند تر ہونے کی بشارت سے نوازا۔ بلکہ خاتم النبیین ﷺ کی روحانی اولاد کو تا قیامِ قیامت سرسبز رکھنے کا وعدہ بھی عطا فرمایا (سورۃ الاحزاب:41)۔ پیشگوئی کے یہ دونوں ایمان افروز پہلو، پوری آب و تاب سے پورے ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

4۔قرآن کریم کے متن کی حفاظت کی پیشگوئی

سورۃ الحجر'(جو ایک ابتدائی مکّی سورت ہے)' کی آیت 10 میں اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیش گوئی کا اعلان فرمایا ہے جو الہامی کتابوں کی تاریخ میں ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ

(ترجمہ: اس ذکر (یعنی قرآن کریم) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

اس پیشگوئی کے کئی پہلو خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

(i) قرآن کریم کے نزول کا زمانہ 23 سال پر پھیلا ہوا ہے۔ اگر چالیس راتوں میں ہی کتاب یا اس کا بڑا حصہ مکمل ہو جائے تو اُسے محفوظ کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ مگر قرآن کا اس طرح سالہا سال تک ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہونے کے باوجود محفوظ رہنا ایک عظیم معجزہ ہے۔

(ii) متن کی حفاظت کے وعدے میں صاحبِ قرآن' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی حفاظت کی یقین دہانی بھی شامل ہے۔ جو معجزہ در معجزہ کی کیفیت ہے۔

(iii) قرآن کریم کے متن کو محفوظ رکھنے کیلئے جس قسم کے سامانوں اور سہولتوں کی ضرورت تھی وہ اس عہد میں برائے نام میسّر تھیں۔ کاغذ نایاب' ہڈیوں' کھالوں' اور پتھروں وغیرہ پر آیات اور سورتوں کو لکھا جاتا تھا۔ متن کے ان مخطوطات کی کاپیاں حضورؐ اپنے پاس بھی محفوظ رکھتے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ کو قرآن کو حفظ کرنے کی تلقین فرماتے رہے۔

حضورؐ کی حیاتِ طیبہ ہی میں ایسے سینکڑوں حفاظ تیار ہوگئے جنہوں نے قرآن کریم کے مکمل متن کو حضرت نبی کریم ﷺ کی ترتیبِ تلاوت (Oral Recitation) کے مطابق حفظ کر لیا تھا۔

حُفّاظ کی تعداد کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضورؐ کی وفات کے جلد بعد' خلافتِ ابوبکرؓ کے زمانے میں' جنگ یمامہ کے دوران کئی سو حافظ صحابہ کرام شہید ہوگئے۔ اس نقصان سے متاثر ہو کر حضرت عمرؓ کی تحریک پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زید بن ثابت کو تمام قرآنی مخطوطات کو جمع کر کے ایک بین الدفتین مصحف تیار کرنے کا حکم دیا۔ یہ مصحف حضرت ابوبکرؓ کی تحویل میں رہا۔ اور اُن کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہا۔ ان کی شہادت پر ام المومنین حضرت حفصہؓ کے سپرد کیا گیا۔ بعد میں حضرت عثمانؓ نے ام المومنینؓ سے لے کر اس کی سات کاپیاں تیار کروائیں۔ بعض الفاظ میں تلفّظ کو لغتِ قریش کے مطابق لکھا گیا۔ کیونکہ قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لُغت قریش میں نازل ہوا۔ یہ کام بھی حضرت زید بن ثابتؓ کے سپرد کیا گیا۔ چونکہ وہ انصاری تھے اس لئے قریش مکّہ کے تین ماہرینِ لغت ان کی مدد کیلئے مقرر کر دیئے گئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان 7 کاپیوں میں سے 2 اب بھی موجود ہیں۔ ایک نسخہ تاشقند (اُزبکستان) میں اور دوسرا استنبول (ترکی) میں۔ اگرچہ قرآن کریم کا رسم الخط موجودہ رسم الخط سے مختلف ہے۔ مگر متن کے لحاظ سے اس میں اور موجودہ قرآنی الفاظ میں کوئی فرق نہیں۔

یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جس کی صداقت صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے اور تاابد چمکتی رہے گی۔ ولیم میور سمیت کئی اشد معاند ناقدین نے بھی قرآن مجید کی اس خصوصیت اور فضیلت کو تسلیم کیا ہے۔

5۔حضرت نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کی سازشوں میں ناکامی کی پیشگوئی

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی حفاظت کا وعدہ مکّی اور مدنی دونوں ادوار پر محیط ہے۔ سورۃ الرعد' (جو ایک مکی سورت ہے) کی آیت 12 ملاحظہ فرمائیے:

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کے ملائکہ حضور ﷺ کی حفاظت کیلئے آگے اور پیچھے مقرر ہیں۔

حضور ﷺ کی زندگی مکّہ میں خطرات سے گھری ہوئی تھی۔ مسجد حرام میں ایک شخص نے حضورؐ کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہا۔ پھر دارلندوہ میں حضورؐ کو قتل کرنے کیلئے رؤسائے مکّہ نے ریزولیوشن پاس کر دیا اور اس منصوبے پر عمل درآمد کرنے کیلئے مسلّح جنگجو مقرر کر دیئے گئے۔ مگر وہ بھی ناکام رہے پھر ہجرت کے موقع پر دشمن غارِ ثور تک پہنچ گئے مگر وہ بھی نامراد رہے۔ وہاں بھی اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کی بشارت ملی۔ اس کے بعد سفرِ ہجرت کے دوران سُراقہ بن مالک کا تعاقب بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوا۔ حضور ﷺ کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے اس سفر میں حضرت ابوبکرؓ کئی بار پیچھے مُڑ کر دیکھتے رہے حضرت نبی کریم ﷺ نے تا اختتامِ سفر اس بے چینی اور فکر مندی کا اظہار نہیں فرمایا۔ ایک بار بھی پیچھے مُڑ کر نہیں دیکھا!

مدنی سورۃ المائدہ میں ہمیں یہی پیشگوئی اس سے بھی بڑھ کر جلالی شان میں نظر آتی ہے:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (آیت68)

مدینہ میں عرب مشرکوں اور منافقوں کے علاوہ یہود نامسعود کے تین قبائل بھی دشمنانِ رسولؐ کی صفوں میں شامل ہو گئے۔ ان دشمنوں نے کئی حیلے اور جتن کئے۔ ایک یہودی سے چھت سے بھاری پتھر گرا کر مارنا چاہا۔ خیبر کی ایک بدبخت عورت نے ضیافت کے طور پر زہر آلود گوشت کھلا کر قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جنگِ اُحد میں ابن قمیّہ تلوار سونت پر سر پر پہنچ گیا۔ جنگوں میں کئی طرح کے خطرات پیش آئے مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت آخر تک شامل حال رہی۔ کوئی دشمن اور بدخواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر قادر نہ ہو سکا۔ ضمناً عرض ہے کہ مدینہ میں خطرات کے پیشِ نظر، بعض صحابہ کرام از خود حضورؐ کی حفاظت کیلئے رات کے وقت ڈیوٹی پر کمربستہ ہو جاتے۔ اس آیت کے نزول کے بعد، حضرت نبی کریم ﷺ نے ان تمام مخلصین کو یہ کہہ کر سبکدوش فرما دیا کہ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری خود لے لی ہے!!

فریاد

عطاء المجیب راشد

اے خدا مجھ کو معتبر کر دے — زندگی میری باثمر کر دے
نور ہی نور ہے سراپا تو — میری ظلمات کی سحر کر دے
میں تو لائق نہیں عنایت کا — التجا ہے کہ تو مگر کر دے
تو جو چاہے تو ایک ذرّے کو — باعثِ رشکِ صد قمر کر دے
جاں بہ لب ہے فقیرِ دَر تیرا — کوئی جا کر اُسے خبر کر دے
دل کے مالک پکار سن دل کی — مری فریاد میں اثر کر دے
تیرے دَر کے سِوا نجات کہاں — مجھ پہ رحمت کی اِک نظر کر دے
تو نہ بخشے تو کون بخشے گا — صد کریما! تو درگزر کر دے

قرآن پاک کے حوالے سے مختصر اور دل چسپ باتیں اور واقعات

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ان لوگوں پر قرآن پاک اس لئے نازل ہوا کہ وہ اس پر عمل کریں تو انہوں نے اس کے پڑھنے کو ہی عمل قرار دیا۔ تم میں سے ایک قرآنِ پاک کو شروع سے آخر تک پڑھتا ہے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا لیکن عمل چھوڑ دیتا ہے۔

(احیائے علوم جلد ا صفحہ نمبر ۶۸۵)

چوتھا مصرع

لَیس هَذا قولُ البشر

یہ انسان کا کلام نہیں ہے

عرب کا ایک مشہور شاعر جو کفار کی جماعت سے تعلق رکھتا تھا، شہر کے شور وشر، متعفن آب وہوا اور عام لوگوں کی ناخوشگوار صحبت سے بچنے کے لئے پہاڑ کے ایک غار میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ کیونکہ یہ باتیں اس کے دل ودماغ پر برا اثر ڈالتی تھیں اور اس کی یکسوئی میں خلل انداز ہوتی تھیں اس کے بہت سے شاگرد تھے جو اپنا اپنا کلام بغرضِ اصلاح اس غار کے اندر ڈال آتے تھے اور دوسرے روز وقتِ مقررہ پر غار کے باہر سے اٹھا لاتے تھے۔ ایک روز ایک شاگرد نے قرآن شریف کی اس آیت کو اپنا کلام ظاہر کر کے اس کا چوتھا مصرع بنانے کی درخواست کی

انا اعطینک الکوثر ــــ فصلِ لربک وانحر ــــ ان شانئک هو الابتر

دوسرے روز جب وہ اپنا پرچہ واپس لایا تو اس میں چوتھے مصرعے کی جگہ درج تھا

"لَیس هَذا قولُ البشر"

(مخزن اخلاق صفحہ ۴۷۱)

تاب ہے تو سنو

ایک ملاقات میں محمود غزنوی نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے کہا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کے احوال واقوال میں سے کچھ فرمائیے۔

خرقانی: اچھا تاب ہے تو سنو۔ بایزید بسطامی فرماتے ہیں جس نے مجھے دیکھا وہ بدبختی کے خطرہ سے نکل گیا۔

محمود غزنوی: لیکن آنحضورﷺ کو ابوجہل، ابولہب اور کتنے ہی منکروں نے دیکھا لیکن وہ بدبخت کے بدبخت ہی رہے۔ تو کیا بایزید بسطامیؒ کا درجہ پیغمبر خدا سے بھی بڑھ گیا کہ ان کو دیکھ لینے سے بدبختی کا خطرہ ٹل جاتا ہے؟

خرقانی: محمود قطعی طور پر سمجھ لو کہ آنحضورﷺ کو ان کے چار یار اور اصحابِ کبار کے سوا کسی نے حقیقی معنی میں دیکھا ہی نہیں۔ پھر خرقانیؒ نے یہ آیت پڑھی۔

وَ تراهم ینظرون الیکَ وَ هُم لَا یُبصرون

"اور تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ تیری جانب دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ دیکھنے سے محروم ہیں"

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد

رسول کریم ﷺ کی قرآن کریم سے گہری محبت اور عشق

حافظ مظفر احمد، ربوہ پاکستان

قرآن اللہ تعالیٰ کا پاک کلام اور وہ آخری مکمل ترین شریعت ہے جو قیامت تک بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل کی گئی۔ فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل ہونے والا یہ کلام اپنے نفس مضمون کی وسعت و گہرائی، حقائق و دقائق، دلائل و فضائل اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ایسا بے مثل ہے کہ اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت یا چند آیات کی مثال لانے پر بھی آج تک کوئی قادر نہ ہوسکا۔ قرآن عظیم کا اپنے جیسی نظیر پیش کرنے کا لاجواب چیلنج آج تک اس کی عظمت اور فتح کا نقارہ بجا رہا ہے۔

یہ وہی پاک کلام ہے جسے مشہور قادر الکلام عرب شاعر لبید نے سنا تو اس کی عظمت کے آگے گھٹنے ٹیک دینے پر ایسا مجبور ہوا کہ شعر کہنے چھوڑ دیئے۔ چنانچہ جب اسے تازہ کلام سنانے کو کہا گیا تو کہنے لگا میں نے جب سے کلام اللہ کی یہ آیت سنی ہے الٓمّٓ **ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ**۔ میں نے شعر کہنے چھوڑ دیئے۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن قرطبی جز 15 ص54 دار الکتاب المصریۃ)

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام بھی قرآنی تائید کا اعجاز تھا۔ ایک وقت تھا جب وہ رسول اللہؐ کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کرکے گھر سے نکلے تھے۔ مگر راستے میں اپنی بہن کے ہاں سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھتے ہی بے اختیار کہہ اُٹھے۔ یہ کتنا خوبصورت عزت والا کلام ہے اور بالآخر اسلام قبول کرلیا۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن قرطبی جز 11 ص163، 164 دار الکتاب المصریۃ)

مشہور سردار قریش عتبہ قریش کا نمائندہ بن کر رسول کریمؐ کو سمجھانے کی غرض سے آیا تو آپؐ نے اسے سورۃ حٰم فُصِّلَتْ کی ابتدائی آیات سنائیں۔ جب حضورؐ سجدہ والی آیت پر پہنچے تو وہ بے اختیار حضورؐ کے ساتھ سجدے میں شامل ہوا اور کہہ اُٹھا کہ خدا کی قسم! یہ نہ تو شعر ہے نہ کسی کاہن کا کلام ہے اور نہ جادو ہے۔ خدا کی قسم میں نے محمدؐ سے ایسا کلام سنا ہے کہ آج تک کبھی ایسا کلام نہیں سنا۔

(مستدرک علی الصحیحین للحاکم جلد 2 ص278)

اس پاک کلام کی اصل شان اس وقت ظاہر ہوتی تھی جب خود خدا کا رسولؐ اس کی تلاوت کرکے سناتا تھا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ

(البیّنۃ:4،3)

یعنی اللہ کا رسول مطہرّ صحیفے پڑھتا تھا۔ اُن میں قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات تھیں۔ رسول اللہؐ جب اس دلکش کلام کی آیات پڑھ کر سناتے تھے تو عرش کے خدا کو بھی اس پر پیار آتا تھا چنانچہ فرمایا

وَمَاتَکُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْہُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَاتَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا کُنَّا عَلَیْکُمْ شُھُوْدًا اِذْتُفِیْضُوْنَ فِیْہِ

(یونس:62)

یعنی (اے رسول) تو کبھی کسی خاص کیفیت میں نہیں ہوتا اور اس کیفیت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتا۔ اسی طرح تم (اے مومنو!) کوئی (اچھا) عمل نہیں کرتے مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں۔ جب تم اس کام میں مصروف ہوتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کو محمدؐ کی تلاوت قرآن پر اس لئے بھی پیار آتا تھا کہ آپؐ ایک عجب جذب، سوز و گداز اور عشق و محبت کے ساتھ اس پاک کلام کی تلاوت کرتے تھے۔ آپؐ کی تلاوت کی وہی عظمت اور شان تھی جو قرآن میں یوں بیان ہوئی

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتَابَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُوْلٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ

(البقرہ:122)

یعنی جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسے تلاوت کا حق ہے۔ یہی لوگ ہیں جو اس کتاب پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔

رسول کریمؐ اس حکم الٰہی کے مطابق خوبصورت لحن اور ترتیل کے ساتھ ایسی تلاوت کرتے تھے کہ تلاوت کا حق ادا ہوجاتا تھا۔ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول کریمؐ کی

تلاوت کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا آپؐ لمبی تلاوت کرتے تھے۔ پھر انہوں نے بسم اللہ پڑھ کرسنائی۔ اسے لمبا کیا پھر الرحمان کو لمبا کر کے پڑھا پھر الرحیم کو۔

(مسنداحمدجلد3ص166)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی چیز کو کان لگا کرتوجہ سے نہیں سنتا جتنا نبی کریمؐ کی تلاوت قرآن کو سنتا ہے۔ جب وہ خوبصورت لحن اورغنا کے ساتھ بآواز بلند اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

(مسنداحمدجلد2ص450)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریمؐ تلاوت کرتے ہوئے آیت پر وقف کرتے تھے۔ فاتحہ میں ہر آیت پر رُکتے رب العالمین پر پھر الرحمان الرحیم پر رُک رُک کر تلاوت کرتے تھے۔

(مسنداحمدجلد6ص302)

رسول کریمؐ تلاوت کرتے ہوئے ایک ایک لفظ واضح اور جدا کر کے پڑھتے۔ سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی یہ آواز کبھی بلند ہوجاتی اور کبھی دھیمی۔ کسی نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ بہترین تلاوت کونسی ہے؟ فرمایا جس کوسن کر آپ کو احساس ہو کہ یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔یعنی خشیت الٰہی سے لبریز تلاوت اور یہ تلاوت آپؐ کی ہی ہوتی تھی۔

رسول کریمؐ کا تو اوڑھنا بچھونا ہی قرآن تھا۔ دن بھر گا ہے بگا ہے اورخصوصاً نمازوں میں نازل ہونے والی تازہ قرآنی وحی کی تکرار اور دہرائی کا اہتمام تو ہوتا ہی تھا۔عموماً رات کوبھی زبان پر قرآن ہی ہوتا۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔کبھی رات کو اچانک آنکھ کھل جاتی تو زبان پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کی آیات جاری ہوتیں۔

وَمَامِنْ اِلٰهٍ اِلَّااللّٰهُ الوَاحِدُ القَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَ رْضِ وَمَابَيْنَهُمَا العَزِيْزُ الْغَفَّارُ

(صٓ:67)

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ صاحب جبروت ہے نیز آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کا رب ہے اور غالب اور بخشنے والا ہے۔

(مستدرک علی الصحیحین للحاکم جلد1ص724)

آپؐ رات کو تیسرے پہر تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو اُٹھتے ہی سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرماتے۔ان آیات کا مضمون خالق کائنات کی تخلیق ارض و سماء اور اس میں موجودنشانات پرغور وفکر سے تعلق رکھتا ہے۔جس کے بعد انسان کے دل میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق اور جوش وولولہ بیدار ہوتا ہے۔

(بخاری(4) کتاب الوضوء باب 35)

اسی طرح رات کو بستر پر جاتے ہوئے بھی قرآن کے مختلف حصوں کی تلاوت رسول کریمؐ سے ثابت ہے۔حضرت عائشہؓ کی ایک روایت کے مطابق نبی کریمؐ آخری تین سورتوں کی تلاوت کر کے ہاتھوں میں پھونکتے اور اپنے جسم پر پھیر کرسوجاتے۔

(بخاری(83) کتاب الدعوات باب 9)

حضرت جابرؓ کے بیان کے مطابق سونے سے قبل آنحضرت ﷺ سورہ الٓم السجدہ اور سورۂ ملک کی تلاوت کرتے تھے۔

(ترمذی(49) کتاب الدعوات باب 22)

حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت یہ ہے کہ سونے سے قبل رسول اللہؐ سورۂ زمر اور بنی اسرائیل کی بھی تلاوت کرتے تھے۔

(مسند احمد جلد6ص68)

حضرت عرباضؓ بن ساریہ کی روایت کے مطابق رسول کریمؐ بستر پر جاتے ہوئے وہ سورتیں پڑھتے تھے جو اللہ کی تسبیح کے ذکر سے شروع ہوتی ہیں (یعنی الحدید، الحشر، الصّف، الجمعہ، التغابن اور الاعلیٰ) اور فرماتے تھے ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

(مسند احمد جلد4ص128)

حضرت خبابؓ کا بیان ہے کہ رسول کریمؐ بستر پر جانے سے قبل سورۂ کافرون سے لے کرآخر تک تمام سورتیں (اللھب،النصر،الاخلاص،الفلق،الناس) پڑھ کرسوتے تھے۔

(مجمع الزوائد ھیثمی جلد10ص166)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رات کوعبادت کرنے کی توفیق ملی۔آپؐ نے پہلے سورہ بقرہ پڑھی۔آپؐ کسی رحمت کی آیت سے نہیں گزرتے تھے مگر وہاں رک کر دعا کرتے اور کسی عذاب کی آیت سے نہیں گزرے مگر رک کر پناہ مانگی۔پھر نماز میں قیام کے برابر آپؐ نے رکوع فرمایا۔جس میں تسبیح وتحمید کرتے رہے۔پھر اسی قیام کے برابر سجدہ کیا۔سجدہ میں بھی یہی تسبیح اوردعا پڑھتے رہے۔پھر کھڑے ہوکر آل عمران کی تلاوت کی۔پھر اس کے بعد ہر رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔

(ابو داؤد(2) کتاب الصلوۃ۔باب 153)

رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے۔اس میں قرآن شریف کی تلاوت اور تدبّر کا شغف اپنی معراج پر ہوتا تھا۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نیکیوں میں

سب لوگوں سے سبقت لے جانے والے تھے اور سب سے زیادہ آپؐ کی یہ شان رمضان میں دیکھی جاتی تھی۔ جب جبریلؑ آپؐ سے ملاقات کرتے تھے اور یہ ملاقات رمضان کی ہر رات کو ہوتی تھی۔ جس میں وہ رسول کریمؐ سے قرآن کریم کا دور کرتے تھے یعنی آپؐ سے قرآن سنتے بھی تھے اور سناتے بھی تھے۔ اس زمانے میں رسول اللہؐ کی نیکیوں کا عجب عالم ہوتا تھا۔ آپؐ تیز آندھی سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے۔

(بخاری(36) کتاب الصوم باب7)

دوسری روایت میں ذکر ہے کہ جبریلؑ رسول کریمؐ کے ساتھ ہر سال رمضان میں ایک بار قرآن کریم کا دور مکمل کرتے تھے۔ مگر حضورؐ کی وفات کے آخری سال انہوں نے دو دفعہ قرآن کریم کا دور آپؐ کے ساتھ مکمل کیا۔ (بخاری(69) کتاب الفضائل القرآن باب 7) اور یہ آپؐ کی آخری سنت تھی۔

تلاوت قرآن اور خشیت الٰہی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے۔ جب ان پر رحمان خدا کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے خدا کے حضور ٹھوڑیوں کے بل سجدہ ریز ہوجاتے ہیں اور اللہ خشوع میں انہیں اور بڑھا دیتا ہے۔ (بنی اسرائیل:110) دوسری جگہ فرمایا کہ قرآن کا کلام سن کر اُن لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ (سورۃ الزمر:24)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کون اس مضمون کا مصداق ہوسکتا ہے جو سب سے بڑھ کر خدا ترس تھے۔ قرآن پڑھتے اور سنتے ہوئے آپؐ کی کیفیت بھی یہی ہوتی تھی۔

نبی کریمؐ قرآن شریف کے مضامین میں ڈوب کر تلاوت کرتے تھے اور اس کے گہرے اثرات آپؐ کی طبیعت پر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ! آپؐ کے بالوں میں سفیدی جھلکنے لگی ہے فرمایا ہاں! مجھے سورۂ ھود، الواقعہ، المرسلات، النبا اور التکویر نے بوڑھا کردیا۔

(ترمذی(48) کتاب تفسیر القرآن باب 56)

(ان سورتوں میں گزشتہ قوموں کا ذکر ہے جن پر احکام خداوندی اور اس کے رسولوں کے انکار کی وجہ سے عذاب آیا اور وہ ہلاک ہوئیں) رسول کریمؐ نے بعض مواقع پر صحابہ کو سوز و گداز سے بھری آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سُنائی۔

ذرا تصور کریں وہ کیا عجب سماں ہوگا اور کیسی بابرکت محفل ہوگی جس میں اس پاک وجود نے جس کے دل پر قرآن اترا۔ سورہ رحمان جسے عروس القرآن (قرآن کی دُلہن) کا خطاب آپؐ نے دیا خود صحابہ کو خوش الحانی سے سنائی۔ یقیناً اس وقت آسمان کے فرشتے بھی ہمہ تن گوش ہوں گے اور خدائے ذوالعرش کی بھی محبت کی نظریں آپؐ پر پڑتی ہوں گی۔

اس دلکش واقعہ کا ذکر حضرت جابرؓ یوں بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے ایک دفعہ انہیں سورہ رحمان تلاوت کر کے سنائی۔ صحابہ محو حیرت ہوکر خاموشی سے سنتے رہے۔ رسول کریمؐ نے سورۃ کی تلاوت مکمل ہونے پر اس سکوت کو توڑتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ایک قوم جنّ کو جب یہ سورۃ سنائی تو انہوں نے تم سے بھی بہتر نمونہ دکھایا۔ جب بھی میں نے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کی آیت پڑھی جس کا مطلب ہے کہ تم اپنے ربّ کی کس کس نعمت کا انکار کروگے تو وہ قوم جواب میں کہتی تھی۔ لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعمَتِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ وَلَکَ الْحَمْدُ۔

یعنی اے ہمارے ربّ ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو جھٹلاتے نہیں اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔

(ترمذی(48) کتاب التفسیر سورۂ رحمان باب55)

قیس بن عاصمؓ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا جو وحی آپؐ پر نازل ہوئی ہے۔ اس میں سے کچھ سنائیں نبی کریمؐ نے سورۃ الرحمان سنائی وہ کہنے لگا دوبارہ سنائیں۔ آپؐ نے پھر سنائی اس نے تیسری بار پھر درخواست کی تو آپؐ نے تیسری مرتبہ سنائی جس پر وہ کہہ اُٹھا خدا کی قسم اس کلام میں روانی اور ایک شیرینی ہے اس کلام کا نچلا حصہ زرخیز ہے تو اُوپر کا حصہ پھلدار ہے۔ اور یہ انسان کا کلام نہیں ہوسکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی سورۃ الرحمان جلد17ص 151دار الکتاب المصریۃ)

حضرت زیدؓ بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اُبیؓ بن کعب نے رسول کریمﷺ کی موجودگی میں صحابہ کو قرآن کی تلاوت سنائی تو سب پر رقّت طاری ہوگئی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا رقت کے وقت دعا کو غنیمت جانو کیونکہ یہ بھی رحمت ہے۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن قرطبی جلد15ص250دار الکتاب المصریۃ)

کلام الٰہی سن کر رسول کریمؐ پر رقت طاری ہوجاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روز آپؐ نے فرمایا کچھ قرآن سناؤ! جب وہ اس آیت پر پہنچے فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا (سورۃ النساء:42) پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے۔ اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ تو آپؐ

ضبط نہ کر سکے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہہ نکلی۔ ہاتھ کے اشارے سے فرمایا بس کرو۔

(بخاری(69) کتاب فضائل القرآن باب33)

آپؐ کی خشیت کا یہ عالم تھا کہ حضرت عبداللہؓ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے ایک شخص کو تلاوت کرتے سنا جو سورۂ مزّمل کی اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا۔ **اِنَّ لَدَیْنَا اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا** (یعنی ہمارے پاس بیڑیاں اور جہنم ہے) تو نبی کریم ﷺ مدہوش ہو کر گر پڑے۔

(کنز العمال جلد7 ص206)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہؐ کے ساتھ مجھے ایک رات گزارنے کا موقع ملا۔ آپؐ نے بسم اللہ کی تلاوت شروع کی اور رو پڑے یہاں تک کہ روتے روتے گر گئے۔ پھر بیس مرتبہ بسم اللہ پڑھی ہر دفعہ آپؐ روتے روتے گر پڑتے۔ آخر میں مجھے فرمانے لگے وہ شخص بہت ہی نامراد ہے جس پر رحمٰن اور رحیم خدا بھی رحم نہ کرے۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ لابن جوزی ص373 بیروت)

کندہ قبیلہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے آپؐ سے کوئی نشانِ صداقت طلب کیا۔ آپؐ نے قرآن شریف کے اعجازی کلام کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایسا کلام ہے جس پر کبھی بھی باطل اثر انداز نہیں ہو سکتا نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ پھر آپؐ نے سورۂ صٰفّٰت کی ابتدائی چھ آیات کی خوش الحانی سے تلاوت کی۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّاo فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًاo فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًاo اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ oرَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِo (الصّٰفّٰت: 1تا6) ترجمہ: قطار در قطار صف بندی کرنے والی (فوجوں) کی قسم پھر اُن کی جو للکارتے ہوئے ڈپٹنے والیاں ہیں۔ پھر ذکر بلند کرنے والیوں کی۔ یقیناً تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ آسمانوں کا بھی ربّ ہے اور زمین کا بھی اور اس کا بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے اور تمام مشرقوں کا ربّ ہے۔

یہاں تک تلاوت کر کے حضور ﷺ رُک گئے کیونکہ آواز بھرا کر گلو گیر ہو گئی تھی۔ آپؐ ساکت وصامت اور بے حس وحرکت بیٹھے تھے۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے جو ٹپ ٹپ داڑھی پر گر رہے تھے۔ کندہ قبیلہ کے لوگ یہ عجیب ماجرا دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ کہنے لگے کیا آپؐ اپنے بھیجنے والے کے خوف سے روتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اسی کا خوف مجھے رُلاتا ہے جس نے مجھے صراطِ مستقیم پر مبعوث فرمایا ہے۔ مجھے تلوار کی دھار کی طرح سیدھا اُس راہ پر چلنا ہے اگر ذرا بھی میں نے اس سے انحراف کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد3 ص92 بیروت)

نمازوں میں مسنون تلاوت

قرآن کریم تو سارے کا سارا ہی بہت پیارا ہے۔ مگر رسول کریمؐ سے مختلف اوقات میں حسب حال مضمون قرآنی کی مناسبت سے نمازوں میں بعض خاص سورتوں کی تلاوت ثابت ہے۔

آپؐ ظہر وعصر کی نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد بعض سورتوں کی خاموش تلاوت فرماتے تھے اور مغرب وعشاء وفجر میں فاتحہ کے ساتھ کسی سورت یا حصۂ قرآن کی بآواز بلند تلاوت ہوتی تھی۔

نماز ظہر کی پہلی دو رکعتیں آخری دو رکعتوں سے تلاوت کے لحاظ سے دوگنی لمبی ہوتی تھیں۔ پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں حضرت ابو سعید خدریؓ کا اندازہ قریباً تیس آیات کے برابر تلاوت کا ہے۔ حضرت جابرؓ بن سمرہ کے مطابق ظہر وعصر میں سورۃ اللیل کی تلاوت ہوتی تھی۔ (جس کی 21 چھوٹی آیات ہیں دوسری روایت میں سورۂ اعلیٰ کی تلاوت کا بھی ذکر ہے) اور فجر کی نماز میں نسبتاً اس سے لمبی تلاوت ہوتی تھی۔

(مسلم(5) کتاب الصلوۃ باب34)

حضرت جابرؓ کے نزدیک نبی کریمؐ فجر میں سورۃ قٓ کی تلاوت کرتے تھے بعد میں یہ تلاوت اس سے بھی نسبتاً مختصر ہو گئی۔ حضرت ابو برزہؓ اسلمی کا اندازہ ہے کہ فجر کی ہر رکعت میں 60 سے 100 آیات کی تلاوت ہوتی تھی۔ حضرت عمروؓ بن حُریث کا بیان ہے کہ انہوں نے فجر میں رسول کریمؐ کو سورۃ تکویر کی تلاوت کرتے سنا۔

(مسلم(5) کتاب الصلوۃ باب35)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الٓمٓ السجدہ اور سورۃ الدھر کی تلاوت فرماتے تھے۔

(بخاری(17) کتاب الجمعہ باب 9)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ ام الفضلؓ نے انہیں مغرب کی نماز میں سورۃ المرسلات پڑھتے سنا تو کہنے لگیں میرے بیٹے! تم نے نماز مغرب میں یہ سورت تلاوت کر کے مجھے وہ زمانہ یاد کروا دیا، جب میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز مغرب میں سورۃ المرسلات پڑھتے سنا۔

(مسند احمد جلد6 ص340)

حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریمؐ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طُور پڑھتے سنا۔ اور ایسی خوبصورت اور دلکش آواز میں کہ قریب تھا کہ میرا دل اُڑ جائے۔ (مسند احمد جلد4 ص84) یعنی میں مکمل طور پر اس تلاوت کے سننے میں محو ہو گیا اور اپنی کوئی ہوش نہ رہی۔

حضرت جابر بن سمرہؓ نے نماز مغرب میں سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص پڑھنے کی سنت رسولؐ روایت کی ہے۔

(شرح السنہ للبغوی جلد3 ص81)

حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز عشاء میں سورۃ التین کی تلاوت کرتے سنا۔ اور خدا کی قسم میں نے آپؐ سے زیادہ خوبصورت آواز میں تلاوت کرنے والا کوئی نہیں سنا۔

(بخاری (16) کتاب الصلوٰۃ باب 18)

حضرت معاذؓ بن جبل کو رسول کریمؐ نے عشاء میں نسبتاً مختصر قرأت کی خاطر سورۃ شمس، والضُّحیٰ، واللیل اور سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کی ہدایت فرمائی۔

(مسند احمد جلد5 ص355)

نبی کریمؐ جمعہ اور عیدین کے موقع پر سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت فرماتے تھے۔

(تفسیر الدر المنثور سورۃ الاعلیٰ جلد6 ص338)

اسی طرح جمعہ کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کی تلاوت کی روایت بھی آئی ہے۔

(تفسیر الدر المنثور سورۃ المنافقون جلد6 ص222)

الغرض رسول کریمؐ کے عشق قرآن کا اظہار قرآن شریف کی تلاوت کی کثرت سے بھی خوب ہوتا تھا۔ قرآن آپؐ کی روح کی غذا تھا۔ اور آپؐ کی قلبی کیفیت یہی تھی۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

قرآن مجید

امۃ الباری ناصر

خدائے قادر و قیوم ہے پیارا ہمیں سب سے
فدا اُس کے لئے ہر ذرہ ہوائے کاش ہم سب کا
صفات و ذات کے شاہد ہیں ہم چشم بصیرت سے
نہیں ممکن اسے ہم دیکھ پائیں مادی آنکھوں سے
یہ ہے ایمان میں شامل فرشتے محترم ہیں سب
سدا تسبیح اور تحمید میں مصروف رہتے ہیں
ہمیں وہ محترم ہیں سب
ہم ان کو مادّی آنکھوں سے کبھی بھی دیکھ نہ پائیں
رسولوںؑ پر بھی ہم ایمان صدقِ دل سے لائے ہیں
وہ سارے محترم تھے اپنے مولا کے فرستادے
ہم اُن کو پیار کرتے ہیں
ہم ان کو چھو نہیں سکتے
کرم ہم پر ہے مولا کا ہمیں قرآن بخشا ہے
یہ قائم رہنے والا نور ہے۔ ایمان ہے سب کا
ہماری آنکھیں اس کے نور سے فیضان لیتی ہیں
ہمارے قلب کو اور روح کو عرفان بخشا ہے
ہمیں یہ محترم ہے اس کا ایک ایک حرف پیارا ہے
ہم اس سے پیار کرتے ہیں
لگا سکتے ہیں اس کو بھینچ کر ہم اپنے سینے سے
محمد مصطفیٰؐ کی ہم میں یہ زندہ نشانی ہے
دکھاتا ہے یہ ہم کو اصل چہرہ ربِّ اکبر کا
اسی میں خیر ہے ساری یہی خُلقِ محمدؐ ہے
شفا بھی ہے دُعا بھی ہے
ہمارا فرض ہے ہم اس کو سینے سے لگا رکھیں
ہمارا ہر عمل قرآن کی تصویر ہو جائے
خداوندا اضافہ کر ہمارے علم میں پیارے
ہمیں قرآن سکھلا دے
ہمیں قرآن سمجھا دے ، آمین

قرآن کاحُسن و جمال اور خوبیاں

مبارکہ شمس

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خُوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بستاں ہے

قرآن زندہ خدا کی زندہ کتاب ہے جو اپنی فضیلت، شان اورحسن و جمال اورخوبی کی بنا پر قیامت تک بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ رہے گی۔ یہ ایک ایسا خوبصورت، حسین اور دلکش درخت ہے جسکی جڑیں فطرتِ انسانی میں مضبوطی سے پیوست ہوکر اُسکی شاخیں بن کر آسمان کی بلندیوں کو چُھوتی ہیں اور پھر یہ شجرۂ طیبہ ہر زمانے میں ہر دور میں تازہ بتازہ علوم و معارف کے اثمار نوعِ انسان کو مہیا کرتا ہے۔

قرآن کاحُسن و جمال اور خوبیاں اس تھوڑے سے وقت میں بیان کرنا گویا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ ''سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کیلئے'' اس لئے اب اس مضمون کی پیاس بجھانے کیلئے میں صرف ایک کپ ہی پلاسکتی ہوں۔ قرآن کی خوبی خود قرآن نے ایسے بیان فرمائی کہ:

''اللہ نے بہترین بیان ایک ملتی جُلتی اور بار بار دہرائی جانے والی کتاب کی صورت میں اُتارا ہے''

(الزمر:24)

قرآن کے حُسن کے بارے میں آنحضرتﷺ فرماتے ہیں:

''اَلْاٰیَاتُ خَرَزَاتٌ مَنْظُوْمَاتٌ فِیْ سِلْکٍ''

(مسند احمد مسند المکثرین،عبداللہ بن عمر بن العاص)

اسکی آیات لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی خوبصورتی، عظمت اور فضائل کل عالم میں پھیلانے کیلئے آنحضرتؐ کے فرزند اور عاشقِ صادق کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے جو قرآن سے عشق و محبت کی اُسکی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ آپ قرآن کی خوبصورتی اور حسن و جمال کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

''مَیں اپنے دل کو قرآنِ کریم اور اسکے دقائق، معارف اور نکات کی طرف پاتا تھا۔ اس نے مجھے محبت کی وجہ سے اپنا لٹو بنالیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ ایک لاثانی موتی ہے۔ اس کا ظاہر بھی نور ہے اس کا باطن بھی۔ وہ ایک روحانی جنت ہے۔ اللہ کی قسم! اگر قرآنِ کریم نہ ہوتا تو میری زندگی کا کوئی مزہ نہ ہوتا۔ میں نے اس کے حُسن کو ہزاروں یوسفوں سے زیادہ حسین دیکھا ہے۔ اس نے مجھے اس طرح پرورش کیا ہے جیسے رِحم میں بچہ کی پرورش کی جاتی ہے۔ اسکے حُسن نے مجھے پھسلالیا ہے میں نے کشف میں دیکھا ہے ''حظیرۃ القدس'' قرآنِ کریم کے پانی کے ساتھ سیراب کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا زندگی کے پانی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے کہ جس نے اسے پی لیا نہ صرف خود زندہ رہے گا بلکہ اوروں کی بھی زندگی کا موجب بنے گا۔ قرآن کریم کے علاوہ باقی تمام کُتب ناقص رُوح کی طرح ہیں یا وہ اُس لوتھڑا کی مانند ہیں جو نامکمل ہونے کی صورت میں گرگیا۔ مجھے قرآن کریم کے انوار سے وافر حصہ دیا ہے۔ میں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری یہ حالت رہی ہے کہ جب بھی میں نے کسی دروازہ کو کھولنا چاہا وہ میں نے کھول لیا اور جب بھی میں نے کسی امر پر سے پردہ ہٹانا چاہا تو وہ میں نے ہٹالیا اور جب بھی میں نے تضرّع سے دُعا کی وہ قبول ہوئی اور یہ سب کچھ میری اُس محبت کی وجہ سے ہے جو مجھے قرآنِ کریم سے ہے۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 537تا صفحہ545)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’قرآنِ مجید میں ہر قسم کی مٹھاس اور حُسن جمع ہے‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 31)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے صرف ایک فرقانِ مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ جس کی تعلیمات ہر طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہے۔ اسکی تعلیم نہایت مستقیم، قوی اور سلیم گویا احکامِ قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دلی، بصیرت قلبی کیلئے ایک آفتاب چشم افروز ہے‘‘

(براھینِ احمدیہ چھار حصص، روحانی خزائن جلد1 صفحہ 82,81)

غرض قرآن اپنی خوبی اور حُسن و جمال کی وجہ سے ایسا تیز ہتھیار ہے جو حقائق کا منبع اور سچائی کا سورج ہے، حاجت مندوں کی حاجت روائی ہے، خدا کے اسرار کا خزانہ ہے، جواہرات کی تھیلی ہے، پھلوں سے لدا ہوا ایسا پاکیزہ درخت ہے جو معجزات سے پُر ہے، فیضان کا ایک چشمہ ہے، أَحْسَنُ الْحَدِيْث ہے، فلاح و نجات کا سرچشمہ ہے اور بے مثل اور بے نظیر ہے ؎

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پھر یہ کلام اللہ اپنے اندر وہ خوبیاں اور حسن و جمال رکھتا ہے جو کسی اور کتاب میں کہیں نظر نہیں آتا۔ جیسے خدا کے سچے اور راست باز اور پیرو اسکے ظلّی طور پر الہامات پاتے ہیں، پھر اسکی تعلیم تمام دُنیا کیلئے ہے اور اس کو کئی لاکھوں لوگوں نے حفظ کیا اور یہ خوبی کسی اور کتاب میں نہیں ہے اور جتنی دفعہ اس مقدس کتاب میں خدا تعالیٰ کا نام ہے کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔ پھر ایک خوبی خود خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی کہ

’’قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

(بنی اسرائیل 89)

یعنی کوئی انسانی تعلیم قرآن کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ پھر قرآن کی ایک اور خوبی ہے کہ قرآن میں کوئی شک نہیں ہے اور متقیوں کیلئے ہدایت ہے ؎

کیا وصف اسکے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں
خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ہدیٰ یہی ہے

پھر اس پاک کتاب کی خوبی اور حُسن و جمال ہے کہ اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود خدا نے اپنے ذمّہ لی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ‘‘(الحجر:10)

یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پھر یہ کلام اللہ اپنے عقائد، تعلیم اور احکام کی رُوح سے ایسا جامع، اکمل اور اتم اور تمام نقائص سے پاک ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی عقل تجویز نہیں کرسکتی جیسے قرآن فرماتا ہے۔

’’اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا(المائدہ:4)

یہی نہیں بلکہ قرآن کے حُسن و جمال اور خوبیوں کی گواہی غیر مسلم بھی دیتے ہیں جیسے ریورنڈ باسورتھ سمتھ لکھتے ہیں

" In the Quran we have, beyond all reasonable doubt, the exact words of Mohammad without subtraction and without addition."

یعنی آج ہمارے پاس قرآن مجید بلا کسی شک وشبہ اور کسی بھی قسم کی کمی وبیشی کے بغیر محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہی الفاظ ہیں

(R. Basworth Smith "Muhammed and Mohammednism, Lnodon, 1874, p, 15)

پھر ولیم میور اپنی کتاب Life of Muhammad کے دیباچہ میں بحث کے بعد لکھتا ہے

" We may upon the strongest presumption affirm that every verse in the Coran is genuine and unaltered composition of Muhammad himself"

ہم نہایت مضبوط قیاسات کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کی ہر ایک آیت اصلی

ہے اور ہر قسم کی تحریف سے پاک محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہی تصنیف ہے۔ اس سے بڑھ کر اور اسکی کتاب کی شان اور خوبی کیا ہوگی کہ دشمن بھی اسکی سچائی کو تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے۔

پھر یہ قرآن کے حسن و جمال اور خوبی کا کمال ہی تھا کہ کئی عرب کے رئیس اور مشہور زمانہ شعراء دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے جیسے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے لبید بن ربیعہؓ سے شعر سنانے کی فرمائش کی تو لبید بن ربیعہؓ نے ان کے جواب میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت شروع کر دی جس پر آپؓ نے فرمایا کہ میں نے آپؓ کو شعر سنانے کو کہا ہے اس پر لبیدؓ کہنے لگے میں نے جب سے کلام اللہ کی یہ آیت سنی ہے

الٓمّٓ ۔ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ۔

میں نے شعر کہنے چھوڑ دیئے۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن قرطبی جز 15 ص 54 دار الکتاب المصریۃ)

یعنی جب اللہ نے مجھے سورۂ بقرہ اور آل عمران سکھا دی ہیں تو اب کس طرح ممکن ہے کہ میں اب ایک شعر بھی کہوں۔

(اسد الغابہ جلد چھارم، حالات لبید بن ربیعہؓ صفحہ 262)

آج جبکہ ہر طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں اور سارے مذاہب کے لوگ قرآن پر اعتراضات کرتے ہیں اور سوال اُٹھاتے ہیں کہ قرآن کیسے اپنی خوبیوں اور خوبصورتی میں دوسری کتابوں سے بالا تر ہے تو اس کا جواب خود قرآن دیتا ہے کہ ''فطرتِ انسانی میں اس کا جواب ہے جیسے ہر ایک فطرت میں دماغ اور دل ہے۔ دماغ روح کی آنکھ ہے اور دل محبت کی عکاسی کرتا ہے۔ دماغ ایک طرف سے بہت سائنسی سوچ رکھتا ہے تو دوسری طرف سے Artistic سوچ کا حامل ہے اور یہ قرآن کی انتہائی خوبصورتی اور حُسن اور خوبی ہے کہ وہ ان دونوں طرفوں کی سوچ کی پیاس کو بجھاتا ہے یعنی محکمات اور متشابہات بنا کر لیکن متشابہات کو سمجھنے کیلئے محکمات کا علم بہت ضروری ہے اور یہ علم اُس وقت نصیب ہوگا جب دماغ کی رُوح کی آنکھ کو بینائی نصیب ہوگی ورنہ وہ لوگ جنھوں نے اپنی رُوح کی آنکھ پر پٹی باندھی ہوئی ہے وہ ہمیشہ اندھے ہی رہیں گے اور کبھی اس سرچشمہ سے سیراب نہ ہونگے۔

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمٰی نکلا

پس آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جنھوں نے اپنی رُوح کی آنکھ کی پٹی اُتار دی ہے اور اس سچائی کو دیکھ لیا ہے۔ پیاسوں کی مانند اس چشمہ کی طرف دوڑ رہے ہیں اور یہ قرآن کا حسن و جمال اور خوبصورتی اور خوبی بھی ہے کہ آج کیا افریقہ کیا یورپ کیا امریکہ اور کیا دوسرے مذاہب دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

☆......☆......☆

اعلانِ ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری بیٹی عزیزہ ماریہ عزیز اللہ صدیقی اہلیہ عزیزم عبید الرحمٰن صدیقی جو کہ جماعت Laurel, MD کے ممبر ہیں' کو مورخہ 21 نومبر 2011ء کو پہلے بیٹے عزیزم جنید صدیقی سے نوازا ہے۔ نومولود محترمہ منیبہ جاوید صاحبہ آف Laurel کا پوتا ہے۔ محترمہ منیبہ جاوید صاحبہ مکرم محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب مرحوم کی بیٹی اور محترم و مکرم مولانا ذوالفقار علی گوہر صاحب مرحوم، صحابی حضرت مسیح موعودؑ، کی پوتی ہیں۔

عزیزہ ماریہ عزیز اللہ صدیقی مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب مرحوم مبلغ ہالینڈ و انڈونیشیا کی پوتی اور مکرم محترم لیفٹیننٹ کرنل محمد سعید صاحب مرحوم مربّی سلسلہ کینیڈا کی نواسی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے اور احمدیت کا سچا وفادار بنائے، آمین۔

محتاجِ دُعا

عزیز اللہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کارنوال۔ کینیڈا

قرآنِ کریم

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

قرآن کریم نے فلسفہ کو مشاہدہ میں بدل دیا

''قرآن کریم۔۔۔نے خدا کے قول اور خدا کے فعل کو ایک دوسرے کے لئے ممد اور متوازی قرار دے کر تجربہ اور مشاہدہ کے میدان میں مذہب کو لا کھڑا کیا ہے۔حالانکہ اس سے پہلے اسے صرف مافوق الطبعیات قرار دیا جاتا تھا۔چنانچہ قرآن نے کہا کہ دنیا خدا کا فعل ہے اور مذہب خدا کا کلام۔اور یہ ناممکن ہے کہ خدا کے قول اور اس کے فعل میں تضاد ہو۔پس جب بھی تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو خدا کے قول اور خدا کے فعل کے مطابق کرو۔جہاں یہ مطابق ہو جائیں تم سمجھ لو کہ وہ بات صحیح ہے۔اور جہاں ان میں اختلاف رہے تم سمجھ لو کہ اب تک تم پر حقیقت منکشف نہیں ہوئی۔اس نکتہ سے مذہب اور سائنس میں جو لڑائی تھی وہ جاتی رہی۔کیونکہ سائنس خدا کا فعل ہے اور مذہب خدا کا کلام اور یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کے قول وفعل میں تطابق نہ ہو۔اور اگر کسی جگہ اختلاف ہو تو ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم نے یا اس کے قول کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے یا اس کے فعل پر غور کرنے میں ہمیں غلطی لگی ہے۔ان میں سے جس چیز کا نقص بھی دور کر دیا جائے گا دونوں میں تطابق پیدا ہو جائے گا۔اس نکتہ عظیم کی وجہ سے مذہب فلسفہ کے میدان غلطی لگی ہے۔ان میں سے جس چیز کا نقص بھی دور کر دیا جائے گا دونوں میں تطابق پیدا ہو جائے گا۔اس نکتہ عظیم کی وجہ سے مذہب فلسفہ کے میدان سے نکل کر مشاہدہ کے میدان میں آ گیا ہے۔''

(انوار العلوم جلد 15 ص 79)

مجموعہ حسن

''کیسی نابینا ہیں وہ آنکھیں، کیسے کور ہیں وہ دل جو قرآن کریم، تورات اور دوسری مذہبی کتابیں دیکھتے ہیں اور پھر انہیں قرآن کریم کی خوبی اور اس کی برتری نظر نہیں آتی۔وہ حسن کا مجموعہ ہے، وہ جلوۂ الٰہی کا آئینہ ہے اس کے لفظ لفظ سے خدا کی شان ٹپکتی اور اس کے حرف حرف سے اللہ تعالیٰ کے وصال کی خوشبو آتی ہے۔کونسی کتاب ہے جو اس کے مقابلہ میں ٹھہر سکتی ہے۔۔۔میں خود۔۔۔قریباً نصف کرہ ارض میں پھرا ہوں مگر قرآن کریم کے علوم کے مقابلہ میں میں نے دنیا کی کسی کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو انسان کی روحانیت کے لئے ضروری ہو اور قرآن کریم نے بیان نہ کی ہو۔''

(انوار العلوم جلد نمبر 15 ص 159)

ترجمہ سیکھیئے!

''ہمیں قرآن شریف کے ترجمہ کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔اور کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم نہ آتا ہو۔اگر ہم کبڈی کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر ہم دوڑ کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کتنے افسوس کی بات ہو گی اگر ہم قرآن شریف کی تعلیم اور اس کے مطالب کو سمجھنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض چیزوں میں رشک جائز ہوتا ہے اور انہی جائز باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دینی معاملات میں، نیکی اور تقویٰ کے امور میں اور اعمال صالحہ کی بجاآوری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے۔''

(انوار العلوم جلد 16 ص 438)

قرآن سب علوم کا جامع

''میں نے کسی کالج میں تعلیم نہیں پائی اور سکول کی تعلیم کی حالت کا ابھی میں نے ذکر کر دیا ہے۔لیکن میرا دعویٰ ہے کہ مجھے قرآن آتا ہے۔اور کوئی فلاسفر، کوئی سائیکالوجسٹ، کوئی سائنسدان غرضیکہ کسی علم کا ماہر آئے اور اپنے علم کی رو سے اسلام پر اعتراض کرے اگر اس کے علم سے میں اس کا رد نہ کروں! تو جھوٹا۔میں ہندوستان میں بھی سب جگہ گیا ہوں اور یورپ بھی گیا ہوں اور ہر قسم کے علوم جاننے والوں سے گفتگوئیں ہوئی ہیں۔جن میں بڑے بڑے فلسفہ دان، سائنسدان، سپرچولزم کے ماہر تھے۔مگر سب کو قرآن کے ذریعہ خاموش کر دیا۔کیونکہ قرآن سب علوم کا جامع ہے۔یہ ایک مخفی خزانہ ہے...... وہ بھی کیا علوم ہیں جن کے پڑھنے کے بعد اور کتابیں پڑھنے کی ضرورت باقی رہے۔مگر قرآن وہ کتاب ہے جسے پڑھنے کے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔''

(انوار العلوم جلد 13 ص 373)

اعلیٰ اور بے نقص تعلیم

'' اتفاق و اتحاد اس طریق سے پیدا ہوتا ہے جو اسلام نے بتایا ہے۔ اور جس کی تلقین اس نے اپنے پیروؤں کو کی ہے کہ اپنی حکومت کی اطاعت کرو۔ ایسی اعلیٰ اور بے نقص تعلیم اور کوئی مذہب نہیں پیش کر سکتا۔ دیگر مذاہب اپنے مذہب کے بادشاہ کی اطاعت کی تعلیم تو دیں گے اور اس کی فرمانبرداری کا بھی حکم کریں گے۔ مگر قرآن کریم کے سوا اور کسی مذہب کی کتاب میں یہ نہیں ہوگا کہ غیر مذہب کے حکمران کی بھی اطاعت کرو۔ قرآن۔۔ کہتا ہے کہ تمہارا حاکم خواہ کوئی ہو تم نے جو اس سے اطاعت اور فرمانبرداری کا معاہدہ کیا ہے اس کے خلاف کبھی نہ کرنا اور اس کی ضرور اطاعت کرنا۔..... قرآن کریم نے یہ ایسا اصل بتا دیا ہے کہ اگر تمام لوگ اس پر عمل کریں تو ہونے والی نصف جنگیں اسی سے رک سکتی ہیں''۔

(انوار العلوم جلد 4 ص 6)

قرآن کریم نام میں منفرد

'' قرآن کریم کلام اللہ کے نام میں منفرد ہے۔ جس طرح کعبہ بیت اللہ کے نام سے دوسرے بیوت سے منفرد ہے۔ خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو بیت اللہ قرار دیا ہے اور قرآن کریم کو کلام اللہ قرار دیا ہے۔ کعبہ کو بھی یہ نام اس لئے دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے بنوایا تھا۔ اگر دوسرے مقامات کو بھی خدا تعالیٰ بنواتا تو وہ منسوخ نہ ہوتے۔ چونکہ دوسرے گھروں نے منسوخ ہونا تھا۔ اس لئے انہیں یہ نام نہ دیا گیا۔ اسی طرح قرآن کریم نے بھی چونکہ ہمیشہ قائم رہنا تھا اسے بھی کلام اللہ کی صورت میں نازل کیا گیا اور اسے یہ نام دیا گیا تا کوئی اپنا کلام اس میں داخل نہ کر سکے''۔

(انوار العلوم جلد نمبر 12 ص 425)

جامع کتاب

'' قرآن شریف ایک جامع کتاب ہے اس میں سے سب کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ تدبیر اور غور سے پڑھا جائے۔ دیکھو میں چونکہ صحت کا کمزور تھا اور شروع سے ہی مدرسہ میں میرا لحاظ کیا جاتا تھا۔ اس لئے پرائمری سے انٹرنس تک میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ مگر میں نے صرف قرآن مجید پڑھا۔ فلسفہ، منطق وغیرہ میں نے نہیں پڑھا۔ مگر اب تک میں خدا کے فضل سے اور صرف قرآن مجید پڑھنے کے باعث ہر ایک بڑے انسان سے، غیر مذاہب کے پیشواؤں سے، بڑے بڑے لیکچراروں اور مدبروں سے گفتگو کرنے پر کبھی بھی نہیں جھجکا اور نہ کسی بڑے سے بڑے لیکچرار، پرنسپل، بشپ تک نے میرے سامنے کبھی گفتگو کی جرأت کی.....مگر یہ میرے ذہن کی کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ میرے پاس قرآن کی تلوار ہے۔ پس اگر تم بھی قرآن، حدیث اور احمدیت کی کتابیں پڑھو گے تو پتہ لگے گا کہ اسلام کیسا عمدہ مذہب ہے.......... تمہارے پاس قرآن کا ہتھیار ہونا چاہئے''۔

(انوار العلوم جلد نمبر 12 ص 556)

خدا کے مقرب بننے کا ذریعہ

'' ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہئے کہ خواہ کوئی اسی برس کا بوڑھا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی قرآن کریم کے پڑھنے اور معنی سیکھنے کی کوشش کرے۔ کون کہتا ہے کہ بڑی عمر میں پڑھا نہیں جاتا۔ جس طرح وہ دنیا کے کاموں میں محنت کرتے اور مشکلات اٹھاتے اور وقت صرف کرتے ہیں اگر اس کا نصف حصہ بھی قرآن شریف کے سیکھنے میں لگائیں تو سیکھ سکتے ہیں۔ یہ ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ تو پڑھ لے۔ اور انسان با خدا انسان بنے نہ کہ میاں مٹھو بنے۔ قرآن شریف کے معنے نہ سمجھنا اور یونہی پڑھنا میاں مٹھو بننا ہے۔ پس تم ترجمہ سیکھو اور معنی اور مطلب سمجھو تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے.......... جب سیکھ جاؤ گے تو اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرو گے۔ جب عمل کرو گے تو خدا تعالیٰ کے مقرب بن جاؤ گے''۔

(خطبات محمود جلد نمبر 1 ص 171)

قرآنِ مجید

صادق باجوہ۔ میری لینڈ

قرآن سی بے مثل جو نعمت ہے اُتاری ۔۔۔ احسان و کرم فضلِ خداوندی ہے بھاری

انوار و کمالات تسلسل سے ہیں جاری ۔۔۔ ہر آن ضیا پاش ہوئی عظمتِ باری

ممکن ہے کہاں ہو بھی سکے شکرگزاری ۔۔۔ لازم ہے رہے پیشِ نظر تقویٰ شِعاری

تھا عرشِ خدا جلوہ گہہ قلبِ محمدؐ ۔۔۔ جو کامل و دائم تھی، شریعت وہ اُتاری

ہیں نور و ہدایت سے بھری کتبِ سماوی ۔۔۔ قرآن نے ہر بگڑی ہوئی راہ سنواری

تحریف و تبدُّل سے بھی محفوظ کیا ہے ۔۔۔ اللہ نے آیات حفاظت کی اتاری

مجموعہء تکمیلِ ہدایت ہوا فُرقاں ۔۔۔ فیضان بھی تکمیلِ شریعت سے ہیں جاری

ہر لفظ عبارت میں جُڑا جیسے نگینہ ۔۔۔ مفہوم سے لذت سی دل و روح پہ طاری

تقویٰ سے کھلے عظمتِ قرآن کے اسرار ۔۔۔ پھر قلبِ مطہر پہ مُعارِف ہوئے جاری

پہلی تو کتاب اللہ تھیں یہ قولِ خدا ہے ۔۔۔ تقلید نہ کیوں اس کی کریں جاں ہے ہماری

ہو خدمتِ قرآن دل و جان لگا کر

کہتے ہوئے آمنّا ہر اک روح پکاری

قرآن کی صداقت کا ایک بین ثبوت ۔ ارم شہر کی دریافت

محمد زکریا ورک، کینیڈا

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۔ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ ۔
الَّتِیۡ لَمۡ یُخۡلَقۡ مِثۡلُھَا فِی الۡبِلَادِ
(الفجر 8-6)

ہر ذی شعور مسلمان اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو ہمارے محبوب نبی کریم ﷺ کے مطہر قلب پر 23 سال کے عرصہ میں نازل ہوا تھا۔ قرآن کریم ایک الہامی کتاب ہے جس کا ہر لفظ ہر شوشہ بلا شبہ جس صورت میں سرور کائنات ﷺ پر نازل ہوا تھا وہ آج بھی ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ویسے کا ویسے ہی محفوظ ہے۔ کیونکہ اس کے ازلی اور ابدی طور پر محفوظ ہونے کی ذمہ داری خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

قرآن مجید سائنسی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں کی رشد و ہدایت کیلئے ایک رہ نما کتاب ہے (ھُدًی لِّلنَّاس)۔ اسکی صداقت کیلئے سائنسی ایجادات و دریافتوں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ کا کلام بذاتہ ایک معجزہ ہے۔ جب یہ دریافتیں نہیں ہوئی تھیں اس وقت بھی تو نیک دل لوگ اس کی حقانیت وصداقت پر صدق دل سے یقین رکھتے تھے۔ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ زندہ رہنے والی دائمی کتاب ہے اسلئے قرآن کے حکم کہ فطرت کا مطالعہ کرو اس کی پیروی کرتے ہوئے ان واقعات کا مطالعہ ہم پر لازم ہے۔ اس کتاب مبین میں ماضی کے واقعات و مشاہدات کے بارے میں متعدد آیات کریمہ پائی جاتی ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نیز سائنسی آلات میں ترقی ہونے سے صحیح ثابت ہو رہی ہیں۔

کسی بات کے غلط ہونے کا ایک ثبوت یہ ہوتا ہے کہ اس میں تضاد پایا جاتا ہو۔ قرآن مجید میں تضاد نہ ہونا اس کے الہامی ہونے کی دلیل ہے۔ اس امر کا بیان قرآن میں یوں ہوا ہے: پس کیا وہ لوگ قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے اور نہیں اس نتیجہ پر پہنچتے کہ اگر قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے نازل ہوا ہوتا تو یقیناً وہ اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

(سورۃ النساء آیت نمبر 83)

جب تک دنیا رہے گی قرآن میں مذکور یہ چیلنج اس کی صداقت پر گواہی دیتا رہیگا۔ مگر غور فرمائیں کہ ان چودہ سو سالوں میں جب یہ مکہ میں نازل ہوا تھا کتنے لاکھ ذہین و فطین انسان اس کرہ ارض پر پیدا ہوئے مگر کوئی بھی مائی کا لال قرآن میں تضاد تلاش نہ کر سکا۔

قرآن کریم کی سورۃ الفجر میں عمان میں مدفون ایک شہر کا ذکر ہوا ہے جس کا نام ارم تھا اور جس میں عاد کی قوم آباد تھی۔ عاد قوم کی سطوت و جبروت کا ذکر 63 آیات کریمہ میں ہوا ہے جو ہجرت سے قبل مکہ میں نازل ہوئی تھیں۔ درج ذیل چند آیات پر غور فرمائیں:

حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم عاد سے: کیا تم ہر ایک اونچے مقام پر جھوٹی شہرت کیلئے یادگار عمارتیں بناتے ہو اور تم بڑے بڑے محل تعمیر کرتے ہو جیسے تم ہمیشہ زندہ اور قائم رہو گے۔ (سورۃ نمبر 26، آیات نمبر 130-129)

۔ اور ہم ان بستیوں کو بھی ہلاک کر چکے ہیں جو تمہارے ارد گرد ہیں (46:27 الکھف)

۔ اور عاد کو بھی اور ثمود کو بھی (ایک ہلا دینے والے عذاب نے پکڑ لیا) اور (اے اہل مکہ) تم کو ان بستیوں کا حال خوب معلوم ہے۔ (29:39 العنکبوت)

شہر ارم کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں ہوا ہے:

کیا تجھے معلوم ہے کہ ترے رب نے قوم عاد سے کیا معاملہ کیا یعنی ارم شہر والوں سے جو بڑے بڑے ستونوں والی عمارتوں میں مسکن بناتے تھے وہ لوگ جن کے زور و قوت کے برابر کوئی قوم ان ملکوں میں پیدا ہی نہیں کی گئی تھی (89:7-9) سورۃ الفجر

ارم کے ریت کے طوفان سے تباہ و برباد ہونے کا ذکر قرآن میں یوں ہوا ہے:

اور عاد ایک ایسے عذاب سے ہلاک کئے گئے جو ہوا کی صورت میں آیا تھا جو یکساں چلتی تھی اور سخت تیز تھی اللہ نے ہوا کو متواتر سات رات اور آٹھ دن ان کی تباہی کیلئے مقرر کر چھوڑا تھا۔ پس اے دیکھنے والے تو اس قوم کو ایک کٹی ہوئی گری پڑی حالت میں پائیگا گویا کہ وہ ایک کھوکھلے درخت کی جڑیں ہیں جن کو تیز آندھی نے گرا دیا تھا۔

(الحاقہ 9-69:7)

The ruins of the Ubarite oasis and its collapsed well-spring

ارم شہر کی دریافت

اوبار، عرب قصص و حکایات میں محفوظ ایک شہر تھا۔ ایسا شہر جو دولت سے مالا مال ہونے کے علاوہ بد اعمالیوں اور فسق و فجور میں شہرت رکھتا تھا۔ آج سے تین ہزار سال پہلے یہ شہر درخت سے نکلنے والے رس لوبان کا عظیم الشان تجارتی مرکز تھا۔ اونٹوں کے کارواں یہاں سے لمبے سفروں کیلئے روانہ ہوتے تھے۔ لوبان بطور مرہم کے استعمال ہونے کے علاوہ مُردوں کے جلانے کے رسم و رواج میں بھی استعمال ہوتا تھا۔ بعض لوگ اسے بطور خوشبو بھی جلاتے تھے۔ اس کی تجارت نفع مند تھی۔ شہر کے مرکز یعنی ڈاؤن ٹاؤن میں ایک کنواں تھا جس کے ارد گرد قلعہ تعمیر تھا اور جس کسی کا پانی پر قبضہ تھا وہ ہر چیز کو کنٹرول کرتا تھا۔ کنویں کے ارد گرد تاجروں کی کمیونٹی آباد تھی۔ لوگ یہاں لین دین کیلئے آتے یا کاروانوں میں شامل ہونے کیلئے آتے تھے۔ بذات خود شہر چھوٹا تھا مگر اس میں بہت بڑی عارضی آبادی مقیم رہتی تھی۔ اوبار کا آخری بادشاہ شداد بن عاد بہت ریا کار انسان تھا اسکے رہنے سہنے کا طریق عیاش دولت مندوں کی طرح تھا۔ قرآن مجید کی آیات کریمہ کے مطابق شہر قہر الٰہی کے تحت اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے تباہ ہوا تھا۔ 230 بعد مسیح لوبان کی تجارت ایک دم ختم ہوگئی، اس کی قیمت بھی گر گئی تو گویا یہ اس کی اقتصادی موت تھی۔ مگر جب انسان اوبار کے اصل شہر میں جا کر جو بات مشاہدہ کرتا ہے اس سے جو بات سمجھ آتی وہ یہ کہ شہر کا قلعہ ایک سنک ہول sink-hole میں گر کر تباہ ہوا تھا جو ان کی واٹر سپلائی کا واحد ذریعہ تھا۔ یوں شہر کا انجام تباہ کن ہوا تھا۔

بعض محققین کے مطابق قرآن میں قوم عاد کا جو ذکر ہوا ہے یہ ان کا مرکزی قلعہ موجودہ شہر الشسر ash Shisar کے نیچے مدفون ہے جو ان کے ہاں اوبار Ubar کے نام سے معروف ہے اور جس کی کھدائی کی جا چکی ہے۔ کیا واقعی یہ شہر ارم سے ہی تعلق رکھتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جس کی طرف قرآن کی متعدد آیات اشارہ کر رہی ہیں۔ یہ امر مزید تحقیق و جستجو کا متقاضی ہے واللہ اعلم بالصواب۔ تاہم قارئین احمدیہ گزٹ کی دل چسپی کیلئے اوبار شہر کی کھدائی اور اس سے حاصل ہونے والی بعض معلومات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید میں جس اونچی عمارتوں یا میناروں والے شہر کا ذکر ہوا ہے وہ موجودہ اوبار شہر کے نیچے مدفون تھا۔ اس کا انکشاف امریکہ کی خلائی ایجنسی ناسا کے سپیس شٹل چیلنجر کے ریڈار امیجنگ سسٹم (remote sensing satellites) سے بالخصوص الربع الخالی کی لی جانے والی زیر زمین تصاویر سے 1984ء کے اوائل سے ہوا تھا۔ اس تین ہزار سال پرانے شہر کو تلاش کرنے کیلئے امریکہ کے ریسرچرز کی ایک ٹیم نے کام کیا تھا۔ ماہر آثار قدیمہ جیورس زارین Juris Zarins میسوری یونیورسٹی Southwest Missouri State University in Springfield میں پروفیسر تھے، نکولس کلیپ Nicholas Clapp جو لاس اینجلس میں فلمساز تھے۔ کلیپ کے دوست جارج ہیجز Hedges جو پیشے کے اعتبار سے وکیل تھا۔ مؤخر الذکر دو افراد نے اس پراجیکٹ کیلئے سرمایہ کا انتظام کیا۔ جس جیالوجسٹ نے سب سے زیادہ عرق ریزی سے کام کیا وہ ڈاکٹر رانلڈ بلام Ronald Blomm تھا۔ پھر نومبر، دسمبر 1991 میں شہر کے مقام کا تعین ہونے کے بعد اس کی کھدائی کا کام شروع ہوا تھا۔

نکولس کلیپ کو اس پراجیکٹ میں دلچسپی ایک کتاب Arabia Felix پڑھنے کے بعد ہوئی جو برطانوی مصنف اور محقق برٹرام ٹامس نے 1932ء میں تصنیف کی تھی۔ برٹرام Bertram نے اس کتاب میں ذکر کیا تھا کہ عمان کے بدوؤں نے اس سے شداد ابن عاد کی جنت ارضی کے وجود کا ذکر شہر اوبار میں کیا تھا جو ریت کے نیچے کہیں مدفون تھا۔

جزیرہ عرب کے علاقہ الربع الخالی کے جنوبی حصے میں سفر کے دوران عرب بدوؤں نے ٹامس کو ریت میں بنے ہوئے صدیوں پرانے راستے دکھائے تھے جو شہر اوبار کی طرف لے جاتے تھے۔ مسٹر کلیپ نے کیلی فورنیا کی شہرہ آفاق لائبریری Huntington Library میں محفوظ پرانے مسودات اور نقشوں سے تعین کر لیا کہ حقیقت میں شہر اوبار عمان میں ریت کے نیچے کہیں دفن ہے۔ اس کتابی اور دستاویزی ثبوت ملنے پر اس نے NASA - Jet Propulsion Laboratory, Pasadena جیٹ پروپلشن لیبارٹری کے سائنسدانوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ عمان کے مخصوص علاقوں کی خلائی جہاز چیلنجر کے 360 ملین ڈالر لاگت والے ریڈار امیجنگ سسٹم سے تصاویر بنائیں۔ چنانچہ ان تصاویر کے لینے کے بعد جب ان کو غور سے انالائز کیا گیا تو ریت کے نیچے مدفون شہر کے ایسے راستے ملے جو اوبار کو جاتے تھے۔

مسٹر کلیپ Clapp نے اس مقصد کیلئے جو نقشے استعمال کئے ان میں مشہور یونانی جیوگرافر بطلیموس Ptolemy کے بنائے ہزاروں سال پرانے نقشے بھی شامل

تھے جو اس نے 200 صدی قبل مسیح بنائے تھے۔ اسکندریہ کے یونانی نقشہ نویس نے اپنے نقشوں میں ایک اہم تجارتی مرکز کا مقام بھی دیا تھا جس کا نام اس نے ایمپوریم Omanum Emporium لکھا تھا۔ بطلیموس کے نقشے اور سیٹلائٹ کے ذریعے لی گئی تصاویر کے مطابق اس شہر کا اصل مقام شسر Shisr کے نخلستان میں بنتا تھا۔

اوبار کے قلعہ کی دریافت

جب اوبار شہر کے مقام کی کھدائی کا کام شروع ہؤا تو 600 فٹ ریت کے نیچے مدفون ایک قلعہ دریافت ہؤا جو قریب دو ہزار سال پرانا تھا۔ یہ قلعہ آٹھ سمت کا تھا جس کی دیواریں 60 فٹ لمبی، دو فٹ موٹی اور بارہ فٹ اونچی تھیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اوبار شہر کا ذکر مشہور زمانہ کتاب الف لیلیٰ ولیلیٰ میں بھی ہؤا ہے۔ لارنس آف عریبیہ نے اس شہر کا ذکر کتاب Atlantis of Sand میں کیا تھا۔

ماہرین کا کہنا تھا کہ یہ شہر لوبان خوشبو Frankincense کا اپنے وقت کا عظیم الشان شپنگ سینٹر تھا۔ جنوبی عمان کے علاقہ الربع الخالی سے اس شہر کے جو آثار دریافت ہوئے ہیں اس کے مطابق گھروں کی دیواریں آٹھ سمت کے کٹے ہوئے چونے (لائم سٹون) کے پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔ قلعے کے آٹھ بلند مینار تھے جن میں سے سات میناروں کے آثار مل گئے ہیں جو پکی اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔ گھروں میں کشادہ کمرے تھے جن میں لوبان (اگربتی کی مانند) خوشبو جلانے کیلئے چولہے بنائے گئے تھے۔

اوبار کی تلاش کیلئے پراجیکٹ مسٹر کلیپ نے 1981 میں شروع کیا تھا۔ 1984ء میں چیلنجر سے لی جانے والی تصاویر سے اس کے صحیح مقام کا تعین ہؤا تھا۔ نومبر 1991ء میں شہر کی تلاش اور کھدائی کا کام شروع ہؤا، جنوری 1992ء میں شہر تلاش ہؤا تھا۔

ارم شہر تین ہزار سال تک تجارت کا اہم مرکز رہا اور یہ 300AD میں نیست و نابود ہؤا تھا۔ جیورس زاریز نے چار بار کھدائی کا کام کیا تھا اور یوں اس نے ثابت کر دیا کہ واقعی تاریخ میں عاد نام کی کوئی قوم تھی جس نے ارم شہر آباد کیا تھا۔ قرآن مجید کی صداقت پر یہ ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

*Nicholas Clapp, The Road to Ubar: Finding the Atlantis of the Sands,HoughtonMifflin(1999)ISBN0395957869.

*Lost city of Arabia: http://www.pbs.org ww.pbs.org/wgbh/nova/transcripts/23121lost.html

*Search for Ubar: http://www.jpl.nasa.gov/radar/sircxsar/ubar1.html

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دُور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دُور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانے پر گر جائیں اور خدا اور اُس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔۔۔ اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔۔۔ قرآنِ کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔ اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے اُن کا ذخیرہ طیار ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآنِ شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راست بازی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اُس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے“۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63، 64)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت قرآن مجید

رانا عبدالرزاق خان

ابتدائے آفرینش سے سنت اللہ ہے کہ جب بھی اس کے بندے اس سے دُور ہوکر ضلالت و گمراہی کے گڑھے میں گر جاتے ہیں۔ تو رب العلمین پھر کوئی انتظام فرماتا ہے کہ بندے اور خدا کا تعلق قائم ہو جاتا ہے اور بھولا بھٹکا ہوا انسان پھر راہ راست پر آجاتا ہے مدتوں یہ سلسلہ چلتا رہا۔ اور ہزار ہا انبیاء مبعوث ہوئے اور بنی آدم کی اصلاح کرتے رہے۔ مگر انسان اپنی فطرتی کمزوری کے باعث جلد ہی یہ باتیں بھول جاتا رہا۔ اور پھر جلد ہی شیطان کے پنجے میں گرفتار ہو گیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ایک دائمی اور عظیم الشان سلسلہ قائم فرمایا۔ جس کی بدولت رہتی دنیا تک بھولے بھٹکے انسان کامیابی اور فلاح کی راہ تلاش کرسکیں۔ اس مشن کی تکمیل کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے فخر موجودات سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو ایک دائمی اور مکمل شریعت دی گئی۔ ایک ایسی کتاب جس کا ایک شوشہ تک منسوخ نہیں ہوسکتا۔ اور بنی نوع انسان کے لئے ایک دین اور ایک شریعت مقرر فرمائی۔ ان الدین عند اللہ الاسلام کہتے ہوئے دین اسلام کو تمام جہان کا مذہب قرار دیا۔ قرآن مجید کو انسان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمادیا کہ اب تمہاری فلاح کا راز صحیفہ میں مضمر ہے۔ اگر اس پر پوری طرح عمل پیرا ہو گے تو دین و دنیا میں فلاح پاؤ گے۔ اور اگر اسے تم نے نظر انداز کر دیا تو تمہارا حال بھی یہود و نصاریٰ کا سا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جب مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہ رہیں گے قرآن مجید اپنی عربی عبارت میں صحیح حالت میں موجود ہوگا۔ مگر اس کے معنی میں اختلاف ہو جائے گا۔ اور مسلمان کہلانے والوں کے ایک کثیر طبقہ کو قرآن حکیم پر ایمان ہی نہ رہے گا۔ رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ان حالات کی خبر پا کر اپنی امت کو بھی مطلع فرمادیا کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب ایمان ان کے دلوں سے اٹھ چکا ہوگا۔ مسجدیں ظاہری شکل میں موجود ہونگی۔ مگر حقیقی نمازی نہ رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمادی لو کان الایمان عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ۔ اگر ایمان زمین سے اُٹھ کر ثریا پر جا پہنچا ہو تو بھی ایک فارسی النسل مرد میدان اسے دوبارہ زمین پر اُتار لائے گا پس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا آپ نے بھولی بھٹکی انسانیت کو پھر سے یاد دلایا کہ تمہاری نجات کی راہ صرف اور صرف قرآن ہے۔ اگر قرآن مجید کو صحیح معنوں میں اپنالیا جائے تو ہمارے تمام تنازعات حل ہو جاتے ہیں۔ اور ہماری روح کی تسکین بھی اسی آسمانی کتاب میں ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تمام زندگی خدمت قرآن کے لئے وقف کر دی۔ اور ایک ایسی جماعت قائم کی ہے جو رہتی دنیا تک اس خدمت کو جاری رکھے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت قرآن کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

الف۔ آپ نے مسلمانوں کو قرآن مجید کی طرف توجہ دلائی۔

ب۔ آپ نے قرآن کریم کے متعلق اپنوں اور غیروں کی غلط فہمیاں دور فرمائیں۔ اور قرآن کریم کے صحیح مقام سے روشناس فرمایا۔

ج۔ عملی طور پر آپ کی خدمت قرآن یعنی اس کا ترجمہ اور تفاسیر کی۔ اور آپ کی تصانیف میں بھی قرآن کریم کی برتری ثابت کی گئی ہے۔

د۔ قرآنی تعلیم کے رواج کے لئے ایک عالمگیر سلسلہ اخوت قائم کیا اور تمام دنیا کو قرآنی معارف سے روشناس کرایا۔

اب میں آپ کی خدمت قرآن پر تفصیلاً روشنی ڈالوں گا۔ یعنی اول قرآن کریم سے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ردّ اور دوسرے حصہ میں عملی طور پر آپ کی خدمت یعنی اشاعت تعلیمات قرآنیہ۔

نمبر 1۔ آپ نے دنیا کو بتایا کہ قرآن کریم ایک جامع اور مکمل کتاب ہے۔ جس میں زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق پوری پوری تعلیم درج ہے۔ گزشتہ انبیاء کی کتب چونکہ مکمل نہیں تھیں اس لئے لوگوں میں قرآن کریم کے متعلق بھی یہ غلط فہمی پائی جاتی تھی کہ شاید یہ کتاب بھی مکمل نہیں ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس غلط عقیدہ کی پُر زور تردید فرمائی۔ اور خود قرآن کریم سے ہی ثابت کر دیا کہ یہ ایک جامع اور کامل کتاب ہے۔ آیت۔ الیوم اکملت لکم دینکم کے مطابق اسلامی شریعت کا مکمل ہونا ثابت ہے۔ قرآن کریم کی صحت کے متعلق بھی اس زمانہ میں خود مسلمانوں میں شبہات

پائے جاتے تھے۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف کتب شائع کر کے قرآن کریم کی صحت کو تاریخی اعتبار سے ثابت کر دیا اور دُشمنان اسلام کے اس بارے میں قرآن کریم پر اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے۔اور ان کا منہ بند کر دیا۔جماعت احمدیہ کے نزدیک قرآن پاک ایسی مدلل اور معقول کتاب ہے کہ اس نے اپنے دعویٰ کے لئے خود عقلی دلیل بیان فرمادی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:''قرآن کریم نے اپنے منجانب اللہ ہونے اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں صرف دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ اس دعویٰ کو مضبوط اور قوی دلیلوں کے ساتھ ثابت کر دیا ہے'' (نور القرآن حصہ اول ص 4)۔

نمبر 2۔قرآن کریم کے بارہ میں ایک اور بڑی غلط فہمی یہ پائی جاتی تھی کہ اس کی آیات میں تناقض پایا جاتا ہے بعض آیات بعض دوسری آیات کا ردّ کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے ناسخ و منسوخ کا عقیدہ پیدا ہو گیا۔علماء نے غلط فہمی کی بناء پر ان آیات کی فہرستیں شائع کیں جو کہ منسوخ ہو چکی تھیں بعض کے خیال میں ان کی تعداد پانچ سو تک تھی۔بعض تین سو بتاتے تھے۔اور بعض کے نزدیک ایسی آیات صرف پانچ تھی۔بہر حال سب کا اجماع تھا کہ کچھ آیات منسوخ ضرور ہیں۔اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جب بھی لوگوں کو کسی آیت کے معنے سمجھ نہیں آتے تھے۔یا اس پر عمل نہ کرنا چاہتے تھے۔تو اسے منسوخ قرار دے دیتے۔یہ فتنہ اس قدر زور پکڑ گیا تھا کہ اگر وقت پر اس کا علاج نہ کیا ہوتا تو خطرہ تھا کہ قرآن کریم کی کسی آیت پر بھی ایمان نہ رہے۔اس غلط عقیدہ کی اصلاح بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت شدّ و مد کے ساتھ فرمائی۔۔جماعت احمدیہ کے نزدیک قرآن پاک کی کوئی آیت،اس کا کوئی حکم اور اس کا کوئی حرف منسوخ نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔''اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام من جانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو'' (ازالہ اوھام ص 170)

نمبر 3۔ پھر آپ نے یہ غلط فہمی بھی دُور فرمائی کہ قرآن کریم میں تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے۔تقدیم و تاخیر کا جھگڑا مدتوں سے چل رہا تھا اور اکثر مفسرین اس کے قائل تھے حالانکہ ان پر قرآن کریم کے پورے معنی اور مطالب ابھی نہیں کھلے تھے یہ عقیدہ بھی نہایت نقصان دہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی پُر زور تردید فرمائی اور جو آیات اس ضمن میں مفسرین کی طرف سے پیش کی جاتی تھیں۔ان کی تفسیر خود لوگوں کو سمجھائی۔اور ثابت کیا کہ قرآنی آیات ہر لحاظ سے صحیح اور درست ہیں۔کیا بلحاظ گرائمر کے اور کیا واقعات اور اسلوبِ بیان کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''قرآن کریم ظاہری ترتیب کا اشد التزام رکھتا ہے اور ایک بڑا حصہ قرآنی فصاحت کا اسی سے متعلق ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ترتیب کا ملحوظ رکھنا بھی وجوہ بلاغت میں سے ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت یہی ہے''۔(تریاق القلوب ص 133 حاشیہ)

''ہم قرآن کی ترصیع اور ترتیب کو زیروزبر نہیں کر سکتے اور نہ اس میں اپنی طرف سے بعض فقرات ملا سکتے ہیں اگر ایسا کریں تو عند اللہ مجرم اور قابل مواخذہ ہیں''۔(اتمام الحجہ ص 15)

نمبر 4۔علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی ثابت فرمایا کہ قرآن کریم میں بیان کردہ واقعات تاریخی لحاظ سے بالکل صحیح اور درست ہیں۔بہت سے ایسے واقعات قرآن کریم میں موجود تھے۔جن کی تصدیق تاریخی کتب سے نہیں ہوتی تھی۔لیکن بعد ازاں دوبارہ تحقیق کرنے پر قرآنی واقعات ہی درست ثابت ہوئے۔پرانے زمانہ میں واقعات ریکارڈ کرنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔بہت سے واقعات کا علم قطعاً نہ تھا۔گو بائیبل میں بہت سے واقعات کا ذکر موجود ہے۔مگر ان میں بہت کچھ ردو بدل ہو چکا ہے اور ابھی تک جاری ہے۔لہٰذا ان کو تو کوئی بھی پورا صحیح نہیں مانتا۔اور نہ ہی عقل ان میں سے بعض کو تسلیم کرتی ہے۔مگر قرآن کریم جو واقعات بیان کرتا ہے وہ بالکل صحیح ہیں۔جماعت احمدیہ کے نزدیک قصص قرآنی صرف گزشتہ واقعات ہی نہیں بلکہ انہیں پیشگوئیوں کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔

نمبر 5۔قرآن پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس میں ایک ہی قصہ کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی قصہ کو بار بار بیان کرنے میں کوئی حکمت ہوتی ہے۔اور یہ تکرار با معنی ہوتا ہے۔مثلاً پھول ہے۔اس میں آٹھ دس مختلف پتیاں دائرہ میں اپنی اپنی جگہ قائم ہوتی ہیں۔اور سب کی سب ایک جیسی ہوتی ہیں۔کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ پھول بہت برا ہے۔کیونکہ اس میں تکرار پایا جاتا ہے اور ساری پنکھڑیاں ایک جیسی ہی ہیں۔اسی طرح قرآن کریم میں بعض امور کے تکرار کی مثال بھی اس پھول ہی کی طرح ہے۔جس میں بہت سی ایک جیسی پتیاں پائی جاتی ہوں۔الغرض آپ نے اس اعتراض کو بھی ردّ کر دیا اور قرآن کریم کی شان کو دوبالا کر دیا۔جماعت احمدیہ کے نزدیک قصص قرآنی صرف گزشتہ واقعات ہی نہیں بلکہ انہیں پیشگوئیوں کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:''قرآن شریف میں جس قدر قصے بیان کئے گئے ہیں ان کی تحریر سے صرف یہی غرض نہیں کہ گزشتہ لوگوں کے نیک کام اور بدکام پیش کر کے ان کا انجام سنا دیا جائے۔تا وہ رغبت یا عبرت کا ذریعہ ہوں۔بلکہ یہ بھی غرض ہے کہ ان تمام قصوں کو پیشگوئی کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے'' (چشمہ معرفت ص 148)

نمبر 6۔قرآن کریم کے متعلق ایک قابل اعتراض اور غلط خیال مسلمانوں میں قائم ہو گیا تھا۔کہ وہ حدیث کو قرآن پر مقدم جانتے تھے۔اور حدیث کے فیصلے کو قرآنی فیصلے پر قاضی ٹھہراتے تھے۔مسلمانوں کا ایک بہت بڑا فرقہ جو اہل حدیث کہلاتا ہے۔حدیث کو قرآن پر ترجیح دیتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔اور اپنی پوری عمر قرآن کریم کو حدیث پر مقدم کرنے کے لئے کوشش کرتے رہے۔اور اپنی بہت سی تصانیف میں صرف اسی مسئلہ پر بحث کی ہے۔لوگوں کے ذہنوں میں قرآن کا مقام پیدا کرنا یقیناً آپ کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارے میں ایک اصول بھی بیان فرمایا ہے۔اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی حدیث اور کسی قرآنی آیت میں تضاد پایا جاتا ہے۔تو قرآنی آیت کو مشعلِ راہ بناؤ۔اور ایسی حدیث کو چھوڑ دو جو قرآن کریم کے خلاف پڑتی ہے۔کیونکہ قرآن کریم کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ اس کا ایک ایک شوشہ صحیح ہے۔لیکن احادیث کے متعلق ایسی کوئی ضمانت نہیں۔جماعت احمدیہ کے نزدیک قرآن پاک حدیثوں پر بھی قاضی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے۔اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے۔قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہوسکتی''۔(کشتی نوح ص95) ۔

دوم۔اب خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عملی خدمت قرآن کا ذکر کرتا ہے۔آپ نے سب سے بڑی خدمت قرآن یہ کی ہے کہ آپ نے قرآن کریم کے صحیح معانی سے نسل انسانی کو آگاہ فرمایا ہے قرآن کریم حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے۔آپ کی احادیث قرآن کریم کی تفسیر کا رنگ رکھتی ہیں۔مگر احادیث صحیحہ میں معدودے چند آیات کی تفسیر ہے مسلمان مفسرین نے تفاسیر لکھی ہیں مگر ان کے آپس میں بہت سے اختلافات،نقائص اور کمیاں ہیں جن کا ازالہ نہایت ضروری ہے۔یہ ضروری تھا کہ بعض صحیح اصولوں کے مطابق تفسیر لکھی جائے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل اصول وضع فرمائے ہیں۔

(ا۔قرآن کریم کا کوئی لفظ بے فائدہ یا بے معنی نہیں ہے۔زائد لفظ کوئی نہیں،ہر لفظ ایک معنی اور حقیقت پر دلالت کرتا ہے۔ہمارے عقیدہ اور تجربہ کے مطابق قرآن مجید نے انسانوں کی تمام دینی ضرورتوں کے متعلق کامل اور جامع تعلیم دے دی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:''تمہاری فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔''(کشتی نوح ص24)''قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا''۔(چشمہ معرفت ص72)

ب۔قرآن کریم میں جو واقعات درج کئے گئے ہیں وہ محض پرانے قصے نہیں ہیں بلکہ آئندہ زمانے کے لئے پیشگوئیاں ہیں نیز ہمارے عبرت حاصل کرنے کے لئے اسباق ہیں۔

ج۔قرآن مجید کی ایسی تفسیر کی جائے جو دوسری آیات سے مؤید ہو۔

س۔قرآن کریم کے مطالب بیان کرنے کے لئے آپ نے ایک بڑا گر یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق پیدا کرو اور اُسی سے دُعا کرو۔کہ وہ خود ہی اپنی کتاب کے مطالب کھول دے۔لایمسّہ الّا المطّھرون۔آپ نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مجھ پر قرآن کریم کے مطالب کھولے ہیں۔اور تمام دنیا کو جو آپؑ نے تفسیر نویسی کے مقابلہ کے چیلنج دیئے ہیں۔وہ اس دعویٰ کا بیّن ثبوت ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر رنگ میں قرآن کریم کی عظیم الشان خدمت کی ہے۔آپ نے قرآن مجید کے معانی بیان کرنے اور ان کے اصولوں کے بیان کرنے کے علاوہ اور بھی ہر ممکن ذریعہ سے قرآن کی خدمت کی ہے مثلاً آپ نے عربی زبان کو ترقی دینے کے لئے ہر ممکن کوشش فرمائی ہے عربی زبان کو اُمّ الالسنہ ہونا ثابت فرمایا۔اپنی جماعت کو عربی پڑھنے کی تلقین عمر بھر کرتے رہے۔جماعت احمدیہ کے نزدیک قرآن پاک کی زبان یعنی عربی زبان کامل زبان ہے۔بلکہ ام الالسنہ ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:''کامل کتاب کے لئے کامل بولی میں اترنا ضروری تھا۔کیونکہ کامل اور ناقص کا پیوند درست بیٹھ نہیں سکتا۔لہٰذا قرآن شریف عربی زبان میں اترا۔جو اپنے ہر ایک پہلو کے رو سے کامل ہے''(آریہ دھرم ص 8 حاشیہ) ''**سبحان الّذی جعل العربیۃ اُمّ الالسنۃ کما جعل مکّۃ اُم القریٰ و جعل رسولنا اُمّیًّا لھٰذہ الاشارۃ و جعلھا خاتم السن العالمین کما جعل رسولناخاتم النبیین**'' (انجام آتھم ص 258)چنانچہ عربی دان پیدا کرنے کے لئے آپ نے قادیان میں مدرسہ احمدیہ قائم کیا۔اسی طرح آپ نے قرآن کریم کی خدمت اس رنگ میں بھی کی ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم فرمائی ہے جس کا کام ہی یہ ہے کہ

اوّل۔وہ خود قرآن کے مطالب سمجھیں۔

دوم۔ان پر عمل کریں۔

سوم۔دوسروں کو اس کے مطالب سمجھائیں۔

چہارم۔دوسروں سے بھی قرآنی احکام پر عمل کروائیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے متعلق اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی۔''قرآن مجید کو مہجور کی طرح نہ

چھوڑ دو تمہاری اس میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا‘‘۔ (کشتی نوح) پس جماعت احمدیہ آج اسلام کی جو خدمت کر رہی ہے۔ یہ کام دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی شروع کیا ہوا ہے۔ اور اس پودے کا بیج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی لگایا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے حقیقی عشق تھا۔ پس اسی وجہ سے آپ ہر وقت قرآن ہی کا ذکر زبان پر رکھتے تھے۔ آپ کی تحریرات اور آپ کی تقاریر اس بات کی شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنی نظمیں بھی قرآن کریم کی مدح میں لکھی ہیں یہ امر دلچسپی کا باعث ہوگا کہ مسلمانوں میں ہزار ہا شاعر گزرے ہیں لیکن آج تک کسی کو یہ توفیق نہ ملی کہ وہ قرآن کریم کی مدح میں کوئی نظم لکھیں حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد نظمیں اور بیسیوں اشعار قرآن کریم کی مدح میں لکھے۔ جن میں سے مشتے از خروارے ایک شعر پیش کرتا ہوں

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

پھر اس مرد حق کی مطیع جماعت کا کاروان خلافت کے سائے تلے عرصہ ایک صد سال سے قرآن کی خدمت کی جوت دل میں جگائے چہار وانگ عالم میں اپنی بے مائیگی کے باوجود ان اسلامی (نام نہاد ممالک جو تیل جیسی دولت سے مالا مال ہیں) ممالک کے مقابلہ میں شب و روز سرگرم عمل ہے۔ دوصد 200 ممالک کی ہزار ہا جماعتوں کی مساجد اور مدرسہ جات میں درس قرآن کریم کو یقینی بنائے ہوئے ہے۔ اور اب تک پوری کوشش سے ستر بڑی زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل ترجمہ کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ اور ایک سو (100) سے زیادہ اہم زبانوں میں قرآن کریم کی اہم آیات کا ترجمہ کر رہی ہے۔ ان سب مقامی زبانوں میں لفظی ترجمہ کرنے میں پیش پیش ہے۔ قرآنی عالم بنانے کے لئے سب برّ اعظموں کے سب اہم ممالک میں دس جامعات احمدیہ قائم ہو چکی ہیں۔ اور سالانہ سینکڑوں علماء قرآن بن رہے ہیں۔ اب جدید وسائل نشر و اشاعت سے استفادہ کرتے ہوئے اشاعت قرآن کریم میں ہزار گنا تیزی آچکی۔ سینکڑوں روزنامے، ہفت روزے، سہ ماہی مجلّہ جات سب ممالک میں شان قرآن بیان کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل ٹی وی کے تینوں چینلز مسلسل انوار خلافت کی روشنی میں شب و روز اشاعت قرآن کے لئے کمر کسے ہوئے ہیں۔ ان ساری کوششوں کا سہرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی سر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے قرآن مجید کے درس و تدریس اور دوستوں کے اندر قرآنی علوم سیکھنے کا شغف پیدا کرنے کا فریضہ احسن رنگ میں سرانجام دیا۔ ان کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے اللہ تعالیٰ سے قرآنی علوم سیکھے اور دنیا کو چیلنج پیش کیا کہ کوئی شخص قرآن مجید کی تفسیر اور اسکے معارف اور حقائق و لطائف بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر لے۔ نیز آپ نے معرکۃ الآرا تفسیر کبیر پیش کر کے مصلح موعود ہونے کا حق ادا کر دیا۔

پھر ان کے بعد حضرت ناصر دین (حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ) نے تو ساری دنیا کے دورہ جات کر کے قرآن کریم کو دنیا کی مزید بڑی زبانوں میں ترجمہ کروا کر ہر بڑے ہوٹل اور گھر گھر پہنچانے کا پروگرام بنایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ابن مریم نے تو اس عظیم کام کو اوج ثریا تک پہنچا دیا۔ اب ہمارے پیارے آقا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس اہم کام کو مزید نئی زبانوں میں اس بابرکت کام کو وسعت دینے میں شب و روز اپنے انصار و خدام کے ساتھ مصروف عمل ہیں۔ الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی بہت عظیم الشان خدمت کی ہے۔ جس کی نظیر چودہ سو برس میں ملنا بہت مشکل ہے۔ یہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہی تو ہے کہ قرآن جسے لوگ نظر انداز کر چکے تھے اور گویا اس زمین سے اُٹھ گیا ہوا تھا۔ وہ پھر اس زمین پر اُتارا گیا ہے اور آقائے دوجہاں کی یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی ہے کہ لو کان الایمان عِندَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِنْ ھٰۤؤُلَآءِ واقعی قرآن کرّہ ارض سے اٹھ چکا تھا۔ مگر اس فارسی النسل جوان کی ہمت اور کوششوں کے نتیجہ میں آج دوبارہ دنیا میں رائج ہو گیا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ صحیح اور حقیقی فقیہہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونے دیتا اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا جواز بھی مہیا نہیں کرتا اور نہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے بے خوف بناتا ہے۔ قرآن کریم سے ان کی توجہ ہٹا کر کسی اور کی طرف انہیں راغب کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یاد رکھو۔ علم کے بغیر عبادت میں کوئی بھلائی نہیں اور سمجھ کے بغیر علم کا دعویٰ درست نہیں۔ اور تدبر اور غور و فکر کے بغیر محض قرأت کا کچھ فائدہ نہیں۔

(سنن الدارمی المقدمة. باب من قال العلم الخشية و تقوى الله).

اک شمع اجالے کے لئے ہاتھ میں حاضر

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

اسلام سے قرآں کا یہ تحفہ ملا ہے عرفان کی اِک کان ہے'اک جذب و رضا ہے
سینوں میں محبت کا یہی نور بھرا ہے یہ عشقِ محمدؐ ہے یہی عشقِ خُدا ہے
اک نور ہے' فرقان ہمیں یاد رہے گا قرآن ہے قرآن ہمیں یاد رہے گا
اللہ ترا فرمان ہمیں یاد رہے گا اللہ کا احسان ہمیں یاد رہے گا
ہر گھر میں رہا کرتی ہیں پھر ٹھنڈی ہوائیں اس نُور کے روشن دیئے ہر گھر میں جلائیں
سب دُور رہا کرتی ہیں پھر اس سے بلائیں جو اسکو سمجھ کر پڑھے اور سب کو پڑھائے
اب بخش دے مولا جو ہوئیں ہم سے خطائیں قرآن کی ہر سمت ہی پھیلی ہیں صدائیں
تنظیم سے اس کام کو دنیا میں بڑھائیں قرآن تلفظ سے پڑھیں اور پڑھائیں
جی جان سے ہر اک کو تلفظ بھی سکھائیں اللہ کا خط سب کو تلطف سے پڑھائیں
ہر دیپ سے پھر ایک نیا دیپ جلائیں جو سیکھیں پھر آگے اسے اوروں کو بتائیں
ہم وعدہ نبھائیں گے سفر ہو کہ حذر ہو مشکل ہو بہت راہ کہ لمبا سا سفر ہو
اس کام کی تکمیل کا سہرا مرے سر ہو ہم کام کئے جائیں گے وعدہ ہے ہمارا
بندہ وہی بندہ جسے اللہ کا ڈر ہو جیون مرا مولا تری خدمت میں بسر ہو
پھر کیسے اندھیرے میں کسی اپنے کا گھر ہو اک شمع اُجالے کے لئے ہاتھ میں حاضر

انوکھا معجزہ قرآن ہے

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

وادیِ بطحاء میں جو برسی گھٹا قرآن ہے
نور جو قلبِ محمد ﷺ پر گرا قرآن ہے

نہ یدِ بیضا نہ موسیٰ کا عصا قرآن ہے
تھے نشاں وہ بھی مگر ان سے سوا قرآن ہے

ہے عجائب کا جہاں ہر ایک آیت میں نہاں
رہتی دنیا تک انوکھا معجزہ قرآن ہے

معرفت کی مئے سے پُر ہر جرعہِ نایاب ہے
عارفوں کو جس کا ہے چسکا لگا قرآن ہے

سب مذاہب کی کتابیں رطب و یابس سے بھری
جس کا اک اک حرف ہے حرفِ خدا قرآن ہے

پیش کر پائے نہیں جنّ و بشر اس کا جواب
چودہ صدیوں سے انہیں للکارتا قرآن ہے

اک تجلی اس کی دل کے طور کو ٹکڑے کرے
اور پھر ٹوٹے دلوں کو جوڑتا قرآن ہے

ان گنت بیمار روحوں نے یہاں پائی شفا
تازگی دیتی ہے جو آب و ہوا قرآن ہے

دل کے آئینے کو کر دیتا ہے صیقل دفعتہً
زنگ برسوں کے جو دیتا ہے چھڑا قرآن ہے

طالبِ صادق کے سینے کے لئے دستِ شفا
دل کے ہر اک روگ کی شافی دوا قرآن ہے

چودہ سو سالوں سے پڑھا جا رہا ہے رات دن
پھر بھی تازہ خوش نما کتنا نیا قرآن ہے

اس کی جڑ پاتال میں شاخیں مگر آکاش میں
رس بھرے اثمار سے ہر پل لدا قرآن ہے

گریہ زاری کر سکے تو کر اسے پڑھتے ہوئے
ایک مومن کا تو حرفِ التجاء قرآن ہے

خلد کی اس مئے میں گر شامل ہو اشکوں کی شراب
پینے والے کے لئے دو آتشہ قرآن ہے

آنکھ گر نہ رو سکے تو دل کو رونا چاہیئے
حزن جس کی ہر سطر میں ہے بھرا قرآن ہے

یوں تو ہر فریاد کو سنتا ہے وہ ربِ کریم
کان دھر کر جس کو سنتا ہے خدا قرآن ہے

دل کے اندھوں کے لئے یہ نور ہے بینائی ہے
دل کے بہروں کے لئے بانگِ درا قرآن ہے

ظلمتوں میں کس لئے بیٹھے ہوئے ہو کاہلو
نور کا اک جگمگاتا قمقمہ قرآن ہے

اپنا حصہ کیوں نہیں لیتے ہو اس ورثے سے تم
آؤ میراثِ محمد مصطفےٰ ﷺ قرآن ہے

ہے فنا ہر سمت سے گھیرے ہوئے انسان کو
اس جہاں میں صرف سامانِ بقا قرآن ہے

متقی کے واسطے بے شک ہے رحمت کی گھٹا
منکروں کے واسطے برق و بلا قرآن ہے

جستجوئے علم اس کو چھوڑ کر بے سود ہے
قربِ حق پانے کا سیدھا راستہ قرآن ہے

موت اک خاموش واعظ ہے کوئی سمجھے اگر
دوسرا واعظ جو ہے نغمہ سرا قرآن ہے

اس کو چھو سکتا نہیں ہے کوئی پاکوں کے سوا
دل مطہر ہو تو پھر جلوہ نما قرآن ہے

خود لیا اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے
صاف ظاہر ہے کہ دُرِ بے بہا قرآن ہے

اس چمن میں خوب گھومو خوب اس کے پھل چنو
ہر ثمر لذت سے ہے جس کا بھرا قرآن ہے

اس سرائے میں سکونت کس قدر پر لطف ہے
ہر دریچہ جس کا ہے راحت فزا قرآن ہے

دشت محرومی میں ہے یہ ایک یارِ مہرباں
بے کسی غربت میں یارِ آشنا قرآن ہے

ہر رگ و ریشے میں بھر دیتا ہے یہ خوفِ خدا
عجز کی راہیں جو دیتا ہے سُجھا قرآن ہے

آتشِ عشقِ الٰہی دل میں سلگاتا ہے یہ
اور اس آتش کو پھر دیتا ہَوا قرآن ہے

اک اندھیری غار کو جس نے منور کر دیا
نور ہے ارض و سما کا وہ ضیاء قرآن ہے

لطفِ ربانی کا ہے یہ ایک بحرِ بیکراں
ان گنت سُچے جواہر سے بھرا قرآن ہے

لے چلا انگلی پکڑ کر راہ پر گمراہ کو
ہادیِ واحد ہے سچا راہنما قرآن ہے

قلبِ انساں میں ازل سے ثبت ہیں اس کے نقوش
اور فطرت کے صحیفے پر لکھا قرآن ہے

خود تراشیدہ وظائف سب کے سب بے کار ہیں
قربِ حق پانے کا سیدھا راستہ قرآن ہے

لفظ ''اقراء'' بن کے جو گونجی حرا کی غار میں
ایک اُمّی کی وہی آہِ رسا قرآن ہے

عقل والوں کے لئے حرفِ نصیحت یہ کتاب
مومنوں کے واسطے راہِ ھدیٰ قرآن ہے

کاش دیں اعمال میں بھی ہم اسے اونچا مقام
یوں تو اونچے طاق پر سب نے دھرا قرآن ہے

بھر دیا کشکول عرشی اس نے بن مانگے مرا
اک سخی کے ہاتھ کی جود و عطا قرآن ہے